﴿......اِنَّ الفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر ۔

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۱۹؍مارچ ۱۹۹۹ء شمارہ ۱۲

یکم ذوالحجہ ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۹؍امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ماننے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبیؐ دیا جو خاتم المؤمنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیینؐ ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دئے گئے۔ اور اس طرح پر طبعاً آپؐ خاتم النبیینؐ ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے تھے وہ قرآن شریف پر آکر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیینؐ نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟۔ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں"۔

(ملفوظات جلد اول ،مطبوعہ لندن، صفحہ ۳۴۲،۳۴۳)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم وتربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی وبصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۷؍فروری ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد ایک حدیث اور اس کی تشریح کی گئی۔ اس کے بعد کچھ بجھارتیں بجھائی گئیں۔ اور بوسنیا، اے بوسنیا، زندہ باد والی نظم سنائی گئی۔ اس خوبصورت اور دلگداز نظم کے بعد ایک تقریر ہوئی جس کا موضوع تھا "اسلام میں حقوق انسانی"۔ جس کے بعد "بوسنیا میں اسلام کا آغاز" پر تقریر کی گئی جو کافی مفصل اور مدلل تھی۔ اس کے بعد فی البدیہہ تقاریر ہوئیں۔ پہلا موضوع تھا "ہمارے لئے قرآن مجید کی کیا اہمیت ہے"۔ دوسری تقریر "سکول میں میری کارگزاری" پر تھی۔ اگلا موضوع "میں نے انڈیا میں چھٹیاں کیسے گزاریں"۔ اور آخری تقریر سوانح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھی۔ آخر میں انعامات تقسیم کئے گئے اور آج کی بچوں کی یہ ملاقات بوسنین زبان میں لا الہ الا اللّٰہ کے نغمہ پر ختم ہوئی۔

اتوار، ۲۸؍فروری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی بولنے والے صومالیہ کے زائرین کے ساتھ ۲۵؍جولائی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ اس ملاقات میں زیادہ تر اس وقت کی صومالیہ کی صورتحال پر سوال کئے گئے جن کے جوابات حضور انور نے تفصیل سے ارشاد فرمائے۔

سوموار، یکم؍مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۱ جو ۳؍مئی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۲؍مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے ساتھ اردو بولنے والے زائرین کی ملاقات کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۲۵؍فروری ۱۹۹۵ء کو

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام تربیت کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔ اس پہلو سے آج درود پر اتنا زور دینا چاہئے کہ جس کثرت سے جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے اسی کثرت سے درود پھیلے اور درود کی برکت سے جماعت کو برکت ملے گی

درود شریف اخلاص، محبت، خشوع اور تضرع سے پڑھنا چاہئے

درود شریف کے فضائل وبرکات کا احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات وارشادات کے حوالے سے نہایت دلنشیں اور روح پرور تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۵؍مارچ ۱۹۹۹ء)

لندن (۵؍مارچ): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۷ "اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا" کی تلاوت کی اور فرمایا کہ آج کے خطبہ میں آپ درود شریف سے متعلق احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے بعض امور بیان فرمائیں گے۔ لیکن اس موضوع کو شروع کرنے سے قبل حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ ایک خطبہ میں مذکور حدیث نبویؐ سے متعلق ایک وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ایک حدیث پڑھی تھی جس میں ذکر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے لئے غنائم حلال کی گئی ہیں اور حدیث کے الفاظ ایسے تھے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا اس سے پہلے کسی نبی کے لئے غنائم حلال نہیں کی گئیں۔ حضور نے فرمایا کہ جبکہ قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت موسیٰ علیہم السلام وغیرہ انبیاء کے لئے غنائم حلال تھیں اور حدیث

نبوی قرآن مجید کی قطعی گواہی کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ ضرور اس حدیث میں کوئی ایسا مفہوم ہے جس کی سمجھ نہیں آرہی۔ حضور نے فرمایا کہ اس بارہ میں جو مختلف احباب نے اپنی توجیہات بھجوائیں ان میں سب سے زیادہ وہ توجیہہ آئی ہے جو ناروے سے قریشی عبدالرشید صاحب نے بھجوائی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ساری حدیث نبوی کی روح یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی برکت سے تمام دنیا استفادہ کر رہی ہے۔ اس میں حضرت محمدؐ رسول اللہ کی عالمی حیثیت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اس لئے غنائم میں بھی رسول اللہ کی عالمی حیثیت کی ہی باتیں ہو رہی ہیں اور یہ قطعی بات ہے کہ آنحضرتؐ کے سوا کسی نبی کے لئے کل عالم میں غنائم کے حلال کرنے کا ذکر نہیں کیونکہ پہلے ہر نبی کا دائرہ کار محدود تھا اس لئے تمام دنیا میں ان کے غنائم حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے درود شریف سے متعلق احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ سنن نسائی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ محمدؐ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے اور جو شخص محمدؐ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجتا ہے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ چھوٹے چھوٹے فقیر جن کی معمولی بھیک مل جائے تو وہ بھی دینے والے کو دعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں تو جس کے بے انتہا احسانات ہوں اس کا نام آنے پر اگر درود نہ بھیجا جائے تو یہ انتہائی بخل اور قلب کی خساست پر دلالت کرنے والی بات ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ تمہارے بخل کا مجھے تو کوئی نقصان نہیں تم اپنے ہی خلاف بخل کرو گے کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ ایک درود مجھ پر بھیجو گے تو خدا دس درود تم پر بھیجے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک اور حدیث نبوی کے حوالے سے بتایا کہ جب بھی کوئی شخص کہیں بھی کسی بھی وقت آنحضرت ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو خدا کے فرشتے اسے آنحضرتؐ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ میں نے رات کی تنہائی میں یا فلاں جنگل کے گوشہ میں درود بھیجا تھا اور کسی نے سنا نہیں۔ اس حدیث میں یہ یقین دہانی ہے کہ تمہارا درود و سلام لازماً محمدؐ رسول اللہ تک پہنچے گا۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جبریلؑ نے مجھے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے آپؐ پر درود بھیجا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جس نے آپؐ پر سلام بھیجا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ جب آنحضرتؐ کو یہ خوشخبری دی گئی تو حضور اکرم نے اس پر سجدۂ شکر ادا کیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام کے بعد اپنے لئے دعا مانگی۔ آنحضرتؐ نے یہ سنا تو فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا۔ اس حدیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کے لئے یہ ایک طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہ پر درود بھیجا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے خود صحابہ کے دریافت کرنے پر درود شریف سکھایا اور یہ وہی ہے جو ہم اپنی نمازوں میں عام طور پر پڑھتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ درود کے لئے عشق و محبت کی کیفیت کی ضرورت ہے۔ جس میں ڈوب کر انسان درود پڑھے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی اور کسی نبی کے بارہ میں اس کی امت کو یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو درود سے ایسی محبت تھی کہ آپ نے شرائط بیعت میں اسے شامل فرمایا اور ایک ٹریکٹ میں قبولیت دعا کے تین ذرائع بیان کرتے ہوئے دوسرا ذریعہ درود کو قرار دیا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں درود کا ذکر بھی فرمایا اور اس ضمن میں کہ درود کتنی دفعہ پڑھنا چاہئے اور کتنی پابندی سے کس وقت پڑھنا چاہئے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں اصل یہ ہے کہ اخلاص، محبت، خشوع اور تفرع سے پڑھنا چاہئے۔ اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہو جب تک ایک حالت بے خودی اور رقت کی پیدا ہو جائے اور کیفیت صلوٰۃ سے دل بھر جائے اور ایک انشراح اور لذت پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ درود تربیت کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔ اگر جماعت کو درود پڑھنا آجائے تو وہ تربیت کا بہترین ذریعہ ہوگا۔ اس پہلو سے آج درود پر اتنا زور دینا چاہئے کہ جس کثرت سے جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے اسی کثرت سے درود پھیلے اور درود کی برکت سے جماعت کو برکت ملے گی۔ جہاں جہاں بھی خدا کے فضل سے تبلیغ پھیل رہی ہے اس درود کو پھیلانے کی بہت ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کے بعض واقعات کا بھی ذکر فرمایا۔ یہ نہایت دلنشیں روح پرور ذکر جاری تھا کہ خطبہ کا وقت ختم ہو گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے آئندہ خطبہ میں اسی مضمون کو جاری رکھنے کا ذکر فرمایا۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

پہلی بار نشر ہوا تھا۔ اس کی مختصر کارروائی درج ذیل ہے:

☆......ایک نو احمدی کی طرف سے سوال کیا گیا کہ عبادت اور نماز میں کیا اصطلاحی فرق ہے؟۔ حضور انور نے بتایا کہ عبادت ایک عام لفظ ہے جو انسانی زندگی پر حاوی ہے۔ لیکن نماز خاص وقت میں خاص طریق پر ادا کی جاتی ہے۔ عبادت کا مصدر "عبد" ہے جس کے مطابق اس کے تمام حقوق مالک کے ساتھ منسلک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مالك یوم الدین کے سلسلے میں اس دن تمام حقوق خدا کی طرف لوٹا دئے جائیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈال دے تو وہ بھی عبادت شمار کیا جاتا ہے۔ اس طرح طوعی طور پر وہ تمام نیک کام جو خدا کی خاطر کئے جائیں عبادت بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید اور نماز انسان کو عبد بنانے کے لئے ہیں۔ ایاك نعبد ہمیں یاد دلاتا ہے کہ کوئی کمی رہ گئی ہے۔ لیکن سوال ہے کہ آنحضرت ﷺ تو کامل تھے۔ تو آپ پر یہ بات کیسے صادق آتی ہے۔ آپ کو تو عبد کا لقب دیا گیا تو جو ایسا کامل ہو کہ عبد کا لقب پائے تو وہ بھی ایاك نعبد کہے؟ یہ اس لئے کہ خدا کی حفاظت کے بغیر مستقبل میں خطرے سے بچا نہیں جا سکتا۔ اس لئے ایاك نعبد کہتے ہیں۔ مستقبل میں ہر انسان کو خدا کی مدد کی احتیاج ہے۔ آنحضرت ﷺ کو مکمل عبادت کی توفیق خدا سے ملی۔ ان سب باتوں کے پیش نظر عبد کے معنوں کو بدرجہ کمال تک پہنچانے کے لئے آپ بھی ایاك نعبد کہتے تھے۔ یعنی وہ انسان جو ہمارے زاویہ نگاہ سے درجہ کمال کو پہنچا ہوا ہو وہ خدا کے زاویہ نگاہ سے عبد کے مقام پر ہے۔ جہاں انسانی زندگی کی غرض و غایت اور مقصد بیان کیا گیا ہے وہاں یہ نہیں کہا ما خلقت الجن والانس الا لیقیموا الصلوٰۃ بلکہ الا لیعبدون فرمایا۔

☆......بوسنین لوگ جب شروع شروع میں آئے تو ہماری باتوں کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے، جوشیلے تھے، لیکن اب آہستہ آہستہ سرد مہری بڑھ رہی ہے اور ہمیں بھی اس سلسلے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کے تفصیلی جواب میں تجزیہ کرتے ہوئے حالات کو پیش فرمایا۔

☆......قرآن مجید میں لفظ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے۔ لیکن حدیث میں ذکر نہیں ملتا۔ حضور نے فرمایا کہ حدیث میں لفظ نزول ملتا ہے جو قرآن میں نہیں۔ اور ایسا کرنے میں جو حکمت ہے حضور نے اس کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اس کے علاوہ کچھ مزید سوالات بھی کئے گئے۔

بدھ، ۳/ مارچ ۱۹۹۹ء:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اردو بولنے والے لوگوں کے سوال و جواب کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۵/ مئی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کیا گیا تھا۔ مختصر کارروائی ہدیہ قارئین ہے:

☆......کیا انسان کے نام کا اس کی شخصیت اور کردار پر کوئی اثر ہوتا ہے؟

☆......یسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس و الحج میں الاہلۃ سے کیا مراد ہے؟ حضور نے فرمایا اس میں چاند کے ساتھ بعض عبادتوں کے باندھنے کی حکمت بیان کی گئی ہے۔

☆......معصوم بچے جو حادثات میں مر جاتے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ اس سوال کے تفصیلی جواب کے لئے

> وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
> نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
> سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
> لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
> (درثمین)

حضور نے کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی۔

☆......کیا حضرت عیسیٰؑ نے شادی کی تھی؟۔ فرمایا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ نہ قرآن مجید میں اور نہ حدیث میں۔ لیکن جس عیسیٰ نے آنا ہے ان کے لئے مضارع کے صیغہ میں پیشگوئی ہے کہ یتزوج و یولد لہ اس کی حکمت یہی لگتی ہے کہ پہلے عیسیٰ نے شادی نہیں کی ہوگی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آئندہ والا وجود اور ہے اور پہلے والا اور تھا۔ اور بعد میں آنے والے کی اولاد مرتبے والی ہو گی۔

چند ایک مزید سوالات بھی کئے گئے جن کے جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے

جمعرات، ۴/ مارچ ۱۹۹۹ء:

آج ۴/ مئی ۱۹۹۴ء کی ایک مجلس سوال و جواب کا پروگرام نشر کیا گیا جس میں اس وقت کے بنگلہ دیش کے حالات کا ذکر ہوا۔ اور بنگلہ دیش میں طوفان کے نتیجہ میں تباہی اور اس کے نتیجہ میں پھیلنے والی بیماریوں کے حوالے سے ہومیو ادویہ کے استعمال کے بارہ میں رہنمائی کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۵/ مارچ ۱۹۹۹ء:

آج فرانسیسی بولنے والے احباب کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ملاقات کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۲۸/ فروری ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔ چند اہم سوالات حسب ذیل ہیں:

☆......ایسے لگتا ہے کہ یورپ متحد ہو رہا ہے تو کیا اس کا کوئی خاص مقصد ہے؟

☆......قیامت کے دن شفاعت سے کیا مراد ہے؟

☆......قرآن مجید میں ذکر ہے کہ جنت کے باغات کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ نیچے نہریں بہنے کے ذکر سے کیا مراد ہے۔ ان باغات کے اندر نہریں بہنے کا ذکر کیوں نہیں فرمایا گیا؟

☆......ایک حدیث میں ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ اس سے کیا مراد ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے تمام سوالات کے جواب عطا فرمائے

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

سیرت طیبہ کے بعض واقعات

(شیخ مبارک احمد ۔ امریکہ)

مارچ کا مہینہ اوراس مہینہ کی ۲۳ تاریخ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تاریخ کو لدھیانہ شہر میں پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ آج اس عظیم اور تاریخی واقعہ پر ایک سودس سال کا عرصہ گزر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے سینکڑوں اور ہزاروں نہیں لاکھوں افراد کو جماعت احمدیہ میں شمولیت کی توفیق ڈیڑھ سو سے زائد ملکوں میں نصیب ہوئی اور ہر روز احمدیت کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے مختلف امصار ودیار کو منور کر رہا ہے۔ وللّٰہ الحمد۔

اسی نسبت سے مارچ کے مہینہ کی تئیس تاریخ کو خاص طور پر یا مقامی حالات کی مناسبت سے قریب کی تاریخوں میں "یوم مسیح موعودؑ" پورے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر خیر، آپ کی سیرت، اخلاق اور کارناموں پر مشتمل جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ ایمان افروز واقعات کو سن کر سامعین خاص روحانی اور ایمانی لذت سے سرشار ہوتے ہیں۔ مشتے از خروارے آپ کی زندگی کے پاکیزہ کوائف قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں۔

آیئے ہم پہلے اس ذکر سے آغاز کریں جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مامور، مہدی و معہود، امام الزمان، مقبول مسیح موعود کا اپنے الہامی کلام میں فرمایا۔ ۱۸۸۳ء کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پیارے الفاظ میں یاد فرمایا "I love you" یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر آپ سے ان الفاظ میں مخاطب ہوا: "I am with you" میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ پھر الہام ہوا "I shall help you"۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ اور فرمایا "God is comming by His army. He is with you to kill enemy"۔ یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۲ تا ۶۵)

۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعودؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا "خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچادے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دونگا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تابروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۱۴۱)

☆......☆......☆

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کا بیان ہے کہ حضور کو محبت الٰہی اور ذکر الٰہی کے لئے ایسی رغبت تھی کہ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر سے اپنے آپ کو سرشار رکھتے۔ تہجد اور دیگر اوقات کے نوافل کا بھی آپ اہتمام فرماتے۔ محبت الٰہی کے حصول کی تڑپ آپ کے اس شعر سے ظاہر ہے۔

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں

آپ کا ہر دم یہی ورد تھا۔

در دو عالم مرا عزیز توئی
آنچہ مے خواہم از تو نیز توئی

اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کی تلقین بھی ہر موقع پر فرماتے تا آپ کے متبعین بھی محبت الٰہی کے چشمہ سے سرشار ہوں۔ حضرت مولوی نورالدینؓ خلیفۃ المسیح اول سے ایک شخص نے دریافت کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مریدوں کو کون سے وظائف اور اذکار کی تلقین فرمایا کرتے تھے ۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا: "حضرت اقدس عام طور پر درود شریف، استغفار، لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم، سورۃ الفاتحہ اور قرآن کریم کی تلاوت کا ارشاد فرماتے"۔

☆......☆......☆

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ سیالکوٹ ضلع کے کسی علاقہ سے ایک نمبردار قادیان آیا اور حضور اقدس سے بیعت ہوا اور بیعت کے بعد اس نے حضور کی خدمت میں عرض کیا "حضور اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ بتادیں"۔ حضور نے فرمایا: "نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو۔ ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ۔ بنی نوع بلکہ حیوانوں پر رحم کرو۔ نرم مزاج بنو۔ کیونکہ جو نرم مزاج بنتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے غرض اپنے ہاتھ سے ، پاؤں سے ، آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور دعائیں مانگتے رہو"۔

☆......☆......☆

حق رفاقت کی رعایت اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کا آپ کو خاص خیال رہتا اور عملاً اس کے لئے کوشاں رہتے۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی (جو ہندوؤں سے مسلمان اور احمدی ہوئے تھے) بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کے دار میں ایک تازہ تعمیر شدہ دالان میں سونے کا موقعہ ملا۔ شدید سردی کا موسم، بستر معمولی، شدت سردی اور پورا بستر نہ ہونے کے باعث نیند نہ آئی۔ کروٹ لے لے کر رات گزاری اچانک دو بجے کے قریب حضور کا آنا ہوا اور میری حالت کا مشاہدہ کیا۔ اپنا پوستین ڈال کر چلے گئے۔ خوب گرم ہوا اور نیند آگئی۔ نماز صبح کے بعد جب تشریف لائے تو فرمایا:

"آپ نے تکلف کر کے تکلیف اٹھائی۔ بستر کم تھا تو کیوں ہم کو اطلاع نہ کی۔ شرط موت کی لگانا اور رنگ اجنبیت کا دکھانا ٹھیک نہیں۔ جب آپ نے وطن چھوڑا، ماں باپ چھوڑے، گھر بار چھوڑا، سب کچھ چھوڑ کر ہمارے پاس آگئے تو آپ کی ضروریات ہمارے ذمہ ہیں"۔

حضور اقدس نے مولوی حکیم فضل دین صاحب کو تاکید کی کہ "ان کو ساتھ لے جائیں اور ان کے حسب پسند بستر آج ہی بنوادیں"۔

☆......☆......☆

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی روایت ہے گرمی کا موسم تھا، اہل خانہ (حضور کے اہل) لدھیانہ گئے ہوئے تھے ۔ حضور کو ملنے اندر چلا گیا۔ کمرہ نیا نیا بنا تھا اور ٹھنڈا تھا۔ چارپائی پر سو گیا۔ نیند آئی اور خوب آئی۔ حضور کچھ تصنیف فرما رہے تھے اور ٹہل رہے تھے۔ چونک کر جاگا تو دیکھا حضور میری چارپائی کے پاس نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ گھبرا کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ محبت سے پوچھا "مولوی صاحب! آپ کیوں اٹھ بیٹھے؟"۔ عرض کی "حضور نیچے لیٹے ہوئے ہیں اور میں اوپر کیسے سو سکتا ہوں"۔ حضورؑ نے مسکرا کر فرمایا "آپ بے تکلفی سے لیٹے رہیں۔ بچے شور کرتے ہیں میں ان کو روکتا ہوں۔ میں آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔

قارئین اندازہ لگائیں حق رفاقت، شفقت اور خدمت کا کیسا پیارا انداز ہے۔

☆......☆......☆

انسانیت کی عظمت و احترام کا آپ کو خاص احساس تھا۔ اور ہر ایک کردار کو جو انسانیت کی عظمت واحترام کے خلاف ہوتا اس سے پورے جذبہ کے ساتھ نفور کا اظہار فرماتے۔ لاہور شہر کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ جب لدھیانہ تشریف لے گئے تو وہاں چند مخلص فدائیوں نے فیصلہ کیا کہ حضور جس بگھی سے اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے جائیں اس بگھی کو بجائے گھوڑوں کے یہ مخلص فدائی نوجوان خود بگھی کو لے جائیں گے۔ چنانچہ محترم بابو غلام محمد صاحبؓ نے جو ریلوے میں فورمین تھے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ فیصلہ کیا کہ حضور کی دو گھوڑوں والی بگھی کو کھینچ کر لے جائیں گے اور بجائے گھوڑوں کے جوتنے کے وہ خود جت گئے۔ حضور نے جب دیکھا کہ نوجوان بگھی کو کھینچنے لگے ہیں تو سخت ناپسند فرمایا اور اس طریق سے روکتے ہوئے آپؑ نے فرمایا "ہم انسانوں کو حیوان بنانے کے لئے نہیں آئے بلکہ حیوانوں کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں"۔ حضور اقدس کے اس رد عمل کو دیکھتے ہوئے ان مخلص نوجوانوں نے گھوڑوں کو جوت دیا۔ اور پھر آپؑ اپنی قیام گاہ کی طرف اس بگھی سے روانہ ہوئے۔

☆......☆......☆

حضور اقدس کی سیرت میں یہ بات بھی نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ انسانی مساوات کا آپ کو خاص خیال رہتا اور بلا امتیاز تمام انسانوں کو انسانیت کے لحاظ سے برابر کے انسان سمجھتے اور فرماتے میرے مرید خواہ غریب ہوں یا امیر ان سب کے ساتھ میرا ایک جیسا تعلق ہے۔ حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور نے فرمایا: "سب کو ایک جیسا کھانا دیا جائے"۔ مکرم خواجہ کمال الدین صاحب جو اس مجلس میں موجود تھے کہنے لگے حضور بعض غرباء کو تو دال بھی میسر نہیں ہوتی۔ دال کو ہی غنیمت سمجھتے ہیں۔ یہ سن کر حضور اقدس نے فرمایا: "دوسروں کو گوشت یا پلاؤ کھاتے دیکھ کر ان کے دل میں بھی خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں بھی گوشت یا پلاؤ ملے۔ اس لئے سب کو ایک جیسا کھانا دیا جائے۔ گوشت پلاؤ دو تو سب کو دو۔ دال دو تو سب کو دو۔ میرے مرید خواہ غریب ہوں یا امیر میرا ان سب کے ساتھ ایک جیسا تعلق ہے"۔(حیات بقاپوری)

انسانیت کے احترام اور مساوات کے جذبہ سے بلا امتیاز مذہب و ملت آپ کا ہمدردی کا رویہ سب سے یکساں تھا۔ کئی بار فرمایا: "خدا تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا چاہئے"۔ خاص جذبہ سے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"میں کسی شخص کا دشمن نہیں۔ میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے"۔

ایک دفعہ بڑے درد سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ "میں ان لوگوں کو بہت برا جانتا ہوں جو دین کی آڑ میں کسی غیر قوم کی جانی، مالی ایذاء روا رکھتے ہیں"۔

حضور اقدس کا یہ صرف دلربا وعظ ہی نہیں تھا بلکہ ساری زندگی اس کے مطابق آپ کا عمل بھی تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب جو رشتہ میں حضورؑ کے چچازاد بھائی تھے مگر سخت مخالف اور ہر موقع پر اذیت پہنچانے میں مستعد۔ ہر طرح آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ۔ کوئی موقع دکھ اور تکلیف پہنچانے کا وہ ضائع نہ کرتے۔ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے ۔ قادیان میں اس وقت کوئی اور طبیب نہ تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع بھجوائی۔ باوجود سخت مخالفت کے آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ تشخیص کی، مناسب علاج تجویز کیا جس سے بفضل خدا فائدہ ہوا اور وہ صحت یاب ہو گئے۔ برادرانہ سلوک اور انسانیت کے جذبہ سے خدمت کا یہ

کیسا شاندار مظاہرہ ہے۔

☆......☆......☆

دلداری اور غریب نوازی بھی آپؑ کا خاص وصف تھا۔ کئی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔ نمونۃً ایک دو لکھتا ہوں۔ ایک دفعہ حضور سیر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ ایک غریب حافظ قرآن نے آپؑ سے مصافحہ کیا اور عرض کی حضور ذرا کھڑے ہو جائیں۔ میں نابینا ہوں۔ آپ کھڑے ہوگئے۔ کہنے لگا کہ میں آپ کا عاشق ہوں اور چاہتا ہوں کہ غفلت دور ہو"۔ آپؑ نے فرمایا "نماز اور استغفار دل کی غفلت کا عمدہ علاج ہے۔ نماز میں دعا کرنی چاہئے اے اللہ مجھ میں اور میرے گناہوں میں دوری ڈال دے۔ صدق سے دعا کرتا رہے تو یقینی بات ہے کسی وقت منظور ہو جائے گی"۔

☆......☆......☆

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کی روایت ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز عمل سے یہ بات عام طور پر نظر آتی ہے کہ غرباء کی جماعت سے آپ بہت محبت کرتے اور ان کی دلداری فرماتے۔ آپ فرماتے "یہ غریب بظاہر میلے کچیلے کپڑوں میں نظر آتے ہیں مگر میں ان کو دیکھتا ہوں کہ خدمت دین کے جوش سے ان کے دل لبریز ہیں"۔

☆......☆......☆

حضرت حافظ شیخ حامد علی صاحبؓ کو حضور سے بہت ہی قربت کا مقام حاصل تھا۔ حضور نے ان کی خدمت کی قدر دانی کرتے ہوئے فرمایا: "جیسی خدمت شیخ حامد علی نے کی ہے میری خدمت کسی دوسرے نے نہیں کی۔ ہمیشہ میرے ساتھ رہا، جنت میں بھی میرے ساتھ اسی طرح ہوگا"۔ یہ خوش خبری بہت ہی کم لوگوں کو آپ کے مونہہ مبارک سے ملی ہے۔ اکثر سفروں میں حضور کی خدمت کے لئے ساتھ رہے۔ جب حضور دہلی شادی کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت شیخ حامد علی صاحب کو بھی حضور ساتھ لے گئے۔ ایک سفر میں حضور نے اصرار سے گھوڑی پر سوار کرایا اور خود حضور گھوڑی کے آگے آگے روانہ ہوئے۔ اپنے خدام کے ساتھ یہ شفقت اور سلوک۔ سبحان اللہ۔

☆......☆......☆

دلداری اور غریب نوازی کا ایک اور نظارہ ملاحظہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت قریبی ساتھی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک کے اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت میاں نظام الدین صاحبؓ جو لدھیانہ کے رہنے والے تھے بہت غریب، کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے۔ حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معززین آکر حضور اقدس کے قریب بیٹھ گئے اور ہر دفعہ میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑا حتی کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے آپ نے سالن کا ایک پیالہ اٹھایا اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں لے کر میاں نظام الدین صاحبؓ سے فرمایا: "آؤ میاں نظام دین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں"۔ یہ فرما کر حضور اور میاں نظام الدین صاحبؓ نے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ حضرت میاں نظام الدین صاحبؓ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اور جو لوگ میاں نظام الدین صاحبؓ کو عملاً پرے دھکیل کر حضور کے قریب بیٹھ گئے وہ شرم سے کٹے جا رہے تھے۔

یہ واقعہ دلداری، غریب نوازی، مساوات انسانی اور اخوت کا کیسا عظیم سبق دے رہا ہے۔

☆......☆......☆

حضور انور کا حسنِ سلوک اور خدمت اور ہمدردی کا رویہ اپنے خدام سے ہی نہ تھا بلکہ معاندین اور خون کے پیاسے دشمنوں سے بھی آپ کا خاص مروّت کا سلوک تھا اور عجیب انداز میں صبر و برداشت کا اسوہ تھا۔ لاہور شہر کا واقعہ ہے ایک مولوی آیا۔ آپ کے سامنے دوزانو بیٹھ کر گندی اور غلیظ گالیاں دیتا رہا اور متواتر دیتا چلا گیا آخر تھک گیا۔ جب تھک گیا تو حضور نے فرمایا "بس" مولوی بدزبان یہ سن کر سخت شرمندہ ہوا اور اٹھ کر چلا گیا۔ ایک معزز ہندو اس مجلس میں موجود تھے۔ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے اور جو کچھ گند مولوی بک رہا تھا سن رہے تھے۔ بے اختیار ہو کر کہنے لگے کہ مسیح ناصری کے متعلق سنا تھا کہ وہ بہت نرم مزاج تھے۔ آج جو کچھ دیکھا پہلی روایت پر یقین آیا۔ مرزا صاحب کو مسیح ناصری سے بڑھ کر پایا۔

☆......☆......☆

لاہور ہی کا ایک اور واقعہ ہے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بیان کرتے ہیں، ایک لحیم و شحیم شخص نے جبکہ حضرت اقدس لاہور کی کسی مقامی مسجد سے فریضہ نماز ادا کر کے واپس آرہے تھے تو اس قوی ہیکل شخص نے آپ پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اچانک کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر زمین پر زور سے گرایا اور مارنے کی کوشش کی۔ اس اچانک حملہ سے حضور ڈگمگا گئے۔ عمامہ گرتے گرتے بچا۔ سیالکوٹ کے مخلص دوست سید امیر علی شاہ صاحب نے فوراً اسے پکڑ لیا اور چند اشخاص اسے مارنے لگے۔ حضور نے دیکھا تو بڑی نرمی اور مسکراہٹ سے فرمایا "اسے جانے دیں، اسے کچھ نہ کہا جائے۔ بے چارہ سمجھتا ہے کہ ہم نے اس کا عہدہ چھین لیا ہے"۔

اور اب ایک اور واقعہ امرتسر کا۔ یہ ۸؍دسمبر ۱۹۰۲ء کی بات ہے۔ ایک شخص نے حضور اقدس کو بہت گندی اور فحش گالیاں دیں۔ ایک باغیرت مخلص خادم نے اس کا جواب درشتی سے دینا چاہا۔ حضور نے فرمایا: "جوش کے مقابلہ پر جوش ہو تو فساد کا باعث ہوتا ہے۔ بات وہ کرنی چاہئے جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو۔ بدی کا جواب اس حد تک کی بدی سے دیویں تو ہمارے کاروبار میں برکت نہیں رہتی"۔ پھر فرمایا "اصل حق کو در ہم بر ہم نہیں ہونا چاہئے۔ گندی بات قابل جواب ہی نہیں ہوا کرتی"۔

☆......☆......☆

اپنی ایک تقریر میں یہ تلقین فرمائی "یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہوجاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذاء کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ پرور نہیں ہو سکتا۔ ہاں دوسری قومیں ایسی کینہ پرور ہوتی ہیں کہ ان کے دل سے دوسرے کی بات کینہ کی بھی کبھی نہیں جاتی۔ اور بدلہ لینے کی ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا۔ لیکن پھر بھی ان کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو"۔

☆......☆......☆

حضور اقدس، خدا کے مقبول و محبوب مسیح موعود کا یہ صرف دلآویز خطاب ہی نہ تھا بلکہ عمل بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ چند واقعات آپ سطور بالا میں پڑھ چکے ہیں۔ ایک دو مزید واقعات ملاحظہ فرمائیں۔ مارٹن کلارک عیسائی پادری کے مشہور مقدمہ میں جو انتہائی درجہ کا سنگین مقدمہ تھا۔ حضرت اقدس کو آپ کے دشمن عیسائی پادری، ہندو اور متعصب مولوی پھانسی پر لٹکا دیکھنا چاہتے تھے۔ جب یہ سارا مقدمہ کپتان ڈگلس کی عدالت میں سماعت ہو چکا اور منصف جج نے حضرت اقدس کو اپنی عدالت میں عزت سے کرسی پیش کی اور آپؑ کی بریت کا فیصلہ سنایا اور دشمنوں کی تمام سازشوں اور منصوبوں کو پارہ پارہ کر دیا اور حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہوئے جج موصوف نے حضور اقدس سے یہ کہا کہ "مرزا صاحب اگر آپ چاہیں تو مارٹن کلارک کے خلاف مقدمہ کر سکتے ہیں"۔ اس دشمن اسلام کے متعلق حضرت اقدس نے عادل و منصف جج کی ترغیب کے باوجود اس کے ریمارکس سن کر فرمایا: "ہم کوئی مقدمہ نہیں کرنا چاہتے۔ ہمارا مقدمہ آسمان پر ہے"۔

☆......☆......☆

اسی عدالت کا ایک اور واقعہ اور خدا کے مقبول مسیح موعودؑ کا حیرت انگیز اقدام اور وہ بھی جان و عزت کے دشمن کے بارہ میں۔ یہ دشمن تھا مولوی محمد حسین بٹالوی جو حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف گواہی دینے کے لئے آیا۔ حضور کے وکیل مولوی فضل دین صاحب پلیڈر ہائی کورٹ نے جب مولوی صاحب کی گواہی کو کمزور ثابت کرنے کے لئے ان کے حسب و نسب کے متعلق ایک خاص قسم کا سوال کرنے کا ارادہ کیا تو فوراً رحمۃ للعالمین کے روحانی فرزندِ جلیل حضرت احمد علیہ السلام نے اپنے وکیل کو ایسے سوال کرنے سے سختی سے روک دیا اور فرمایا: "میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا"۔ مولوی فضل دین صاحب وکیل جو احمدی نہ تھے اپنی مجلسوں میں، اپنے ملنے جلنے والوں میں حضور اقدس کے اس بے مثال اعلیٰ اخلاق اور حسن سلوک کا ذکر انتہائی عقیدت و احترام سے اکثر کرتے کہ شدید معاند اور مخالف جو آپ کے خلاف مقدمہ قتل میں بطور گواہ پیش ہو رہا ہے۔ قانونی لحاظ سے ہر طرح کا حق ہونے کے باوجود آپ نے مولوی محمد حسین بٹالوی کے حسب و نسب کے خلاف سوال کرنے کی اجازت نہ دی۔ کیونکہ بعض معیوب امر ان کے متعلق کھلنے تھے۔

دشمنوں سے حسن سلوک، ان کی عزت کی پاسداری اور چشم پوشی کا یہ کیسا اعلیٰ نمونہ ہے۔ کئی ہیں جو اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے خلاف بھی زبان کی درانتی چلانے سے باز نہیں آتے اور ایک طرف خدا کے مقبول مسیح موعود کا یہ پاکیزہ نمونہ ہے کہ جان کے دشمن سے بھی حسن سلوک اور عفو و درگزر۔ خدا کے اس مقبول مسیح موعود پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار
ہے سرِ راہ پر مرے وہ خود کھڑا مولیٰ کریم
پس نہ بیٹھو میری رہ میں اے شریرانِ دیار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار
آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(درّثمین)

SATELLITE WAREHOUSE

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

For Sale

Pizza Schad Express in Milten Burg- Germany

***Contact*: Jamsha Ishaq**

on Tel: 09371 6078-79

خطبہ جمعہ

”مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو

آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں

(احادیث نبویہ کے حوالے سے یتامیٰ سے حسن سلوک سے متعلق اہم تاکیدی نصائح)

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرتِ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۹؍ جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۹؍ صلح ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَلاَ تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلاَّبِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ. وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ. اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً﴾. (سورة بنی اِسرَائیل آیت ۳۵)

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریق پر کہ وہ بہترین ہو یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو یقیناً عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ یہاں عہد سے مراد عہد امانت ہے، وہ بارِ امانت ہے جو اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اول طور پر اور آپ کی وساطت سے ساری امت پر ڈالا ہے۔ اس میں عہد کو پورا کرنا بھی اور بندوں کے عہد میں جو خدا کی ذمہ داریاں ہیں ان کو پورا کرنا بھی مراد ہے یعنی دونوں باتیں بیک وقت پیش نظر رہنی چاہئیں۔ وہ عہد جن کے ذریعے اللہ کی امانتیں پوری کرنی ہوں یعنی جو خدا کے حقوق ہیں وہ ادا کرنے ہوں اور وہ عہد یعنی وہ امانتیں جو بندوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ پوری کرنی ہوں یہ دونوں قسم کی امانتیں اس عہد کے اندر شامل ہیں۔

اسی مضمون کی جس کا یتامیٰ اور بیوگان وغیرہ سے تعلق ہے، مسکینوں وغیرہ سے تعلق ہے اور ایک اور آیت سورۃ النساء آیت نمبر ۹ ” وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً“ اور جب ترکہ کی تقسیم پر ایسے اقرباء جن کو قواعد کے مطابق حصہ نہیں پہنچتا ، یہ آزاد ترجمہ ہے اور جب ترکہ کی تقسیم پر ایسے اقرباء جن کو قواعد کے مطابق حصہ نہیں پہنچتا اور اسی طرح یتیم اور مساکین بھی آجائیں تو کچھ اس میں سے ان کو بھی دو اور ان سے نرمی اور خُلق سے بات کرو۔

یہ دو آیتیں میں نے آج کے لئے چنی ہیں دراصل ان دو آیات میں جو مضمون بیان ہوا ہے وہ اس سال درس کے دوران سورۃ النساء کی آیات پر کثرت سے پھیلا ہوا ہے میرے لئے تو ممکن نہیں تھا کہ ان تمام آیات کو آج کے خطبے میں اکٹھا کرتا اور سارے مضمون کو یہاں بیان کرتا مگر کسی حکمت کے پیش نظر خصوصیت سے یتامیٰ اور بیوگان اور بے سہارا عورتوں کے متعلق میں کچھ نصیحت جماعت کو کرنا چاہتا ہوں اس پہلو سے ان دو آیات کا میں نے انتخاب کیا ہے۔

آج کل دنیا مظلوموں سے بھری پڑی ہے یتامیٰ اور بیوگان خصوصیت سے بہت کثرت کے ساتھ دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جن کو جماعت کی بناء پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا، کچھ شہداء ہوئے، کچھ ان کے بچے یتیم رہ گئے، کچھ بیوگان عورتیں تھیں، ان سب پر اللہ کے فضل سے جماعت پوری طرح نگران ہے یعنی کفیل ہی نہیں بلکہ نگرانی کر کے پوری طرح معلوم کرتی ہے کہ کون کون کہاں کس حد تک ضرورت مند ہے۔ اس لئے اس وقت میرے پیش نظر وہ نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت جہاں تک توفیق ہے ان کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح کماحقہ ادا کر رہی ہے۔

میرے پیش نظر اس وقت وہ دنیا کے مظلوم ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں۔ ان میں سے اول طور پر مسلمان ہیں اور پھر نسبتاً دوسرے انسان جن کا کوئی بھی مذہب ہو مگر یتامیٰ اور مساکین اور بیوگان وغیرہ کی فہرست میں آتے ہیں کیونکہ غربت کا کوئی مذہب نہیں ہوا کرتا، بے چارگی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان آیات میں جن کی میں نے تلاوت کی ہے کسی مذہب کا ذکر نہیں۔ ترکے کی تقسیم کی بات دیکھیں، یہ نہیں فرمایا کہ مسلمان کو یہ دو۔ یہ فرمایا کہ جو بھی حاضر ہو، اس کا جو بھی مذہب ہو، یہ پوچھنا ہی نہیں، یہ رنگ کا یا مذہب کا یا قومیت کا کوئی سوال ہی نہیں اس موقع پر اٹھنا چاہئے۔ جو بھی تقسیم کے وقت حاضر ہوں ان کو کچھ دو اور اچھی بات کہو۔ دیتے وقت بھی ایسا متکبرانہ طریق اختیار نہ کرو گویا تم خیرات دے رہے ہو اور ان کے دل پر بوجھ بنو دے سکتے ہو تو اچھے رنگ میں دو اور اچھے کلمات کے ساتھ دو اور اگر نہیں دے سکتے تو پھر کم سے کم اچھے کلمات تو کہو مگر یہ ثانوی معنٰی ہیں اول معنٰی وہی ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ دو تو حسن خلق کے ساتھ پیاری باتیں کرتے ہوئے دو تاکہ سارے راضی ہو کر واپس جائیں۔

اس تعلق میں کچھ احادیث کا میں نے انتخاب کیا ہے جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ صحیح بخاری میں کتاب الطلاق میں یہ حدیث درج ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں ہونگے اور آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ذریعے اشارہ فرمایا جب کہ آپ نے ان میں تھوڑا سا فاصلہ رکھا ہوا تھا۔ (صحیح بخاری كتاب الطلاق باب اللعان و قول الله تعالیٰ والذين يَرمُون ازواجَهم ولَم يكُن لهُم شُهَداء اِلاَّ آنفُسهُم) یہ شہادت کی انگلی ہے، یہ درمیانی انگلی ہے تو بعض روایتوں میں فاصلے کا ذکر نہیں مگر معلوم ہوتا ہے کسی نے ایک زاویے سے دیکھا ہے اس کو فاصلہ دکھائی نہیں دیا اور جس نے غور سے فاصلہ دیکھا ہے وہ بہت حکمت کی بات ہے جو اس نے بیان کی ہے کیونکہ قیامت کے دن یتیم کی نگہداشت کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ملا ہوا نہیں ہوگا۔ آنحضرتؐ کا مرتبہ اور مقام بہت زیادہ بلند ہے۔

میں نے اس لئے یہ حدیث چنی ہے کیونکہ مجھے یہ فاصلے والی بات بہت پیاری لگی ہے ہوگا تو قریب لیکن درمیان میں ایک فاصلہ ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اس کے درمیان فاصلے کی حکمتیں ہیں، بہت سی حکمتیں ہیں، ایک تو مرتبے کا فرق تو ہے ہی دوسرے یہ کہ کوئی بھی یتیم کی کفالت ایسے نہیں کر سکا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ پس اگر اور ساری باتیں چھوڑ بھی دو، سارے مراتب کو ایک طرف رکھ دو تو کفالتِ یتیم کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کوئی قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ یہ آپ کا احسان ہے کہ اسے اپنے قریب ظاہر فرما دیا ہے مطلب ہے میری سنت پر عمل کرنے والا ہے اس لئے میرے قریب ہے۔

دوسری حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ ابوامامہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے یتیم بچے یا بچی کے سر پر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر دست شفقت پھیرا اسکے لئے ہر بال کے عوض جس پر اس کا مشفق ہاتھ پھرے نیکیاں ہونگی۔ اب یہاں دستِ شفقت سے صرف یہ مفہوم نہ لے لیں کہ ہاتھ پھیر دیا جس طرح عام طور پر بڑی اور بوڑھی عورتیں ہمارے ملک میں صرف یتیموں پہ نہیں سب بچوں پر ہاتھ پھیر لیتی ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اس کا سرپرست بنا۔ سرپرست لفظ کے اندر یہ بات شامل ہے کہ سر پر ہاتھ رکھا سے مراد ہے کہ اس کا خیال رکھا اور ہاتھ کی وسعت کے نیچے جتنے بھی بال آئیں مراد یہ ہے کہ اس کی جتنی ضرورتیں بھی پوری کرنے کی توفیق ملے اسی کے مطابق تمہیں نیکیاں ملیں گی۔ چنانچہ فرمایا اس کے ہر بال کے عوض جس پر اس کا مشفق ہاتھ پھرے نیکیاں ہونگی۔ ”اور جس شخص نے اپنے زیر کفالت بچے یا بچی سے احسان کا معاملہ کیا وہ اور میں جنت میں یوں ہونگے آپ نے اسی طرح دو انگلیاں اٹھائیں“۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ مطبوعہ بیروت)

ایک حدیث سنن ابن ماجہ سے لی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جارہا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔ (سنن ابن ماجه ، کتاب الادب باب حق الیتیم)

یہ جو صورت ہے 'یتیم ہو' اس کے کئی امکانات ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود گھر والا کوئی فوت ہو چکا ہو اور اس کا یتیم بچہ اپنے بڑے بھائی بہنوں وغیرہ کی کفالت میں یا اقرباء کی کفالت میں ہو اور ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کسی اور کا یتیم ہو اور بعض دفعہ قومی طور پر یتامیٰ سپرد کئے جاتے تھے جیسا کہ جنگوں میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ بہت سے یتامیٰ وغیرہ کو مختلف گھروں میں ان لوگوں کو امین جانتے ہوئے، ان پہ اعتماد کرتے ہوئے ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ فرمایا **مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے عمدہ سلوک کیا جا رہا ہو۔**

یتامیٰ کے تعلق میں خواہ ان کا تعلق عام دنیا میں حادثات یا عام اموات سے ہو جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی اقدامات کئے ہیں اور ایسے گھر بھی بنائے گئے ہیں جن میں یتامیٰ کی پرورش کا انتظام ہے ایسے سکول جاری کئے گئے ہیں جن میں یتامیٰ کے لئے اچھی تعلیم ہے تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں دوسرے درجے کا شہری بنا کر گزارے کے طور پر سکول دئے گئے ہیں۔ تو جہاں تک میری کوشش رہی ہے وہ یہی تھی کہ یتامیٰ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو اور اس کے لئے ان کی رہائش کا انتظام بھی بہت اعلیٰ درجے کا ہو اور ان کی تعلیم کا انتظام بھی بہت اعلیٰ درجے کا ہو لیکن ایک اور رواج ہے جس کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو قادیان میں جاری تھا۔

قادیان میں گھروں میں یتیم لے کر اسکی پرورش کرنا، اسکو بچوں کی طرح پالنا یہ ایک ایسی اعلیٰ سنت جاری تھی کہ وہ اب مفقود ہوتی جارہی ہے اور اسی وجہ سے میں دوبارہ یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں جماعتی انتظام کے تحت خواہ کیسا ہی اچھا انتظام کیوں نہ ہو اور وہ انتظام لوگوں کی قربانیوں کے نتیجے ہی میں ہوتا ہے لیکن براہ راست گھر میں یتیم پالنا ایک بالکل اور بات ہے اور اسی لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جسکے گھر میں یتیم پلتا ہو اس وقت روزمرہ آزمائش بھی ہوتی ہے۔ ایک یتیم بچے کی گھر کے مالک کے بچے سے لڑائی بھی ہو جایا کرتی ہے اور کھانا تقسیم کرتے وقت، کپڑا تقسیم کرتے وقت، ہر وقت ایک آزمائش ہوتی ہے کہ کون ہے جو خدا کی خاطر ایک جیسا سلوک کرے۔ اس آزمائش پہ جو روز بروز لوگ گزرتے ہیں ان کا وہی حال ہے کہ بالوں پر ہاتھ ہے۔ جس طرح بال بکثرت ہوتے ہیں اسی طرح ضرورتیں بھی روزمرہ اتنی پیش آتی ہیں کہ بالوں کی طرح گنی نہیں جاسکتیں۔ روزمرہ کے معاملات اتنے کثرت سے ہوتے ہیں، صبح سے لے کر رات تک ہر وقت کا ایک معاملہ ہے حسن واحسان کا کہ بچے کھیل رہے ہیں، بچے پڑھائی کر رہے ہیں، ذمہ داریوں کو ادا کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے، نمازیں پڑھ رہے ہیں کہ نہیں پڑھ رہے غرضیکہ صبح سے رات تک اگر کاموں کی تفصیل میں جایا جائے تو یہ بہت زیادہ وقت چاہئے۔ مگر ایک پورا دن ہی بعض دفعہ بہت مصروفیات کی نظر ہو جایا کرتا ہے اور ان میں ہر لمحہ یا ہر قدم پر ایک آزمائش ہوا کرتی ہے۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو یاد رکھیں اور اس سنت کو جماعت میں زندہ کرنے کی کوشش کریں کہ یتیم رکھیں اور اس کے حقوق ادا کریں اور اعلیٰ تربیت کریں لیکن جب یتیم بالغ ہو جائے تو پھر ایک دوسرا امر حلہ درپیش ہوگا۔ آپ اس بنا پر کہ گھر میں یتیم پلا ہے محرم کے رشتوں کو نظر انداز نہیں کر سکتے جو محرم ہے وہ محرم ہی رہے گا، جو غیر محرم ہے وہ غیر محرم ہی رہے گا۔ یہاں تک کہ جس کو منہ بولا بیٹا یا بیٹی بنایا ہو وہ بھی جب بالغ ہو جائیں تو یہی مسئلہ سامنے آجایا کرتا ہے۔ تو ایسے موقع پر ایک مشکل مرحلہ تو ضرور درپیش آتا ہے مگر اس کا علاج مختلف صورتوں میں کیا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں بھی بچپن میں رواج تھا کسی یتیم کو گھر لے لینے کا مگر بلوغت کے بعد ان کو علیحدہ نہیں کیا گیا پردوں کا انتظام ہو گیا اور رفتہ رفتہ تربیت اس طرح کی گئی کہ ان کو احساس ہوا کہ یہ شریعت کا حصہ ہے اس لئے یہ کوئی ظلم یا ستم نہیں ہے، ہمیں علیحدہ نہیں پھینکا جارہا بلکہ مجبوری ہے۔ تو اسی قسم کے حالات دوسروں کو بھی پیش آتے ہونگے۔ ممکن ہے بعض گھروں میں یتیم کی پرورش اس طرح بہن بھائیوں کی طرح کی گئی ہو کہ اس پر اعتماد پوری طرح ہو چکا ہو اور صرف نظر کی جارہی ہو اس بات پر کہ وہ گھر میں گھومتا پھرتا ہے۔ اس لئے ایک رخصت اس آیت کریمہ سے مل سکتی ہے جس میں یہ بیان ہے کہ اگر ایسے شخص کو کوئی حاجت ہی نہ ہو اور سو فیصدی یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہو کہ یہ اتنا زیادہ بہن بھائیوں کی طرح سمجھتا ہے کہ اس کو کہا بھی جائے کہ ان سے شادی کر لو تو وہ اس کے لئے تیار نہیں ہوگا کیونکہ بعض لوگوں کو بچپن سے یہ حاجت پیدا ہی نہیں ہوتی ان کے لئے وہ بالکل اپنی بہن یا ماں کی طرح ان کو سمجھتے ہیں۔

چنانچہ ایسے بعض مسائل میرے سامنے بھی آتے رہے ہیں گھر میں اچھی پرورش کی کسی نے اور بعد میں خیال آیا کہ اتنا اچھا بچہ ہے اپنی بچی سے ہی بیاہ لوں اس نے صاف انکار کر دیا۔ میرے پاس بعض دفعہ یہ مقدمے آئے ہیں فیصلے کے لئے کہ آپ سمجھائیں اس کو۔ ایسے بچوں کو میں نے سمجھانے کی کوشش کی یعنی بڑے ہو چکے تھے تو انہوں نے بالکل صاف بتایا کہ ہمارے نفس میں حاجت ہی کوئی نہیں۔ تربیت کے وقت جب بہن بنادیا، جب ماں کی طرح سمجھایا گیا تو کیسے ایک دم ہم اپنی عادت کو تبدیل کریں۔ اب اس طرف نظر دوسری طرح اٹھ ہی نہیں سکتی۔ یہ کیفیت بھی تو ہو سکتی ہے اور اس کیفیت کے نتیجے میں جیسا کہ میں نے وہ رخصت والی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کو حاجت کوئی نہیں ہے ان سے جو روزمرہ کے پردے کی سختیاں ہیں ویسی روا نہیں رکھی جاسکتیں اور نہ رکھی جائیں تو وہ گناہ نہیں ہے جو عام طور پر ایسے حالات میں ہونے کا امکان ہے۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ اگر یتیم رکھنا ہے تو اسی طریق پر رکھیں۔ اگر یہ خطرہ ہو یا روزمرہ کے معاملات میں یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ آپ یہ حقوق پوری طرح ادا نہیں کر سکتے جب لڑائی ہوتی ہے بچوں کی تو آپ اپنے بچے کا ساتھ دیتے ہیں جب چیز تقسیم کرتے ہیں تو ایک فرق رکھتے ہیں تو یہی گھر جو بہترین بھی ہو سکتا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بدترین بھی قرار دیا ہے تو کیوں اپنے گھر کو بدترین بناتے ہیں نیکی کے شوق میں بہترین بنانے کی بجائے بدترین تو نہ بنائیں اس کو۔ پس ایسے موقع پر بہتر یہ ہے کہ ایسے یتامیٰ کو جماعتی انتظامات کے سپرد کر دیا جائے اور ان کا خرچ اٹھا لیا جائے یہ بھی ایک بڑی نیکی ہے مگر گھر میں رکھتے ہوئے اپنوں کی طرح سلوک نہ کرنا یہ جائز نہیں ہے۔ فرمایا اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔

ایک روایت سنن ترمذی سے کتاب البر سے لی گئی ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کر لے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا، سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کرے۔ یہاں گھر میں پالنے کی بات نہیں ہے یہ ایک اور حسن سلوک ہے یتیموں سے جس میں ایک شخص کو یہ توفیق نہ ہو کہ گھر میں پال سکے۔ بعض دفعہ ایک آدمی مہربان ہوتا ہے اور اس کی بیوی نامہربان ہوتی ہے تو ایسی صورت میں احتیاط ضروری ہے کہ وہ گھر میں نہ پالے لیکن اگر وہ کھانے میں اپنے ساتھ شامل کر سکتا ہے تو اس کی موجودگی میں بیوی اس سے بدخلقی نہیں کر سکتی۔ یہ بھی ایک روزمرہ دیکھنے کی بات ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نیکیوں کے جہاں تک ممکن تھے امکانات کھول کھول کر ہمارے سامنے رکھ دئے ہیں یہ نہیں کر سکتے تو یہ کرو، یہ نہیں کر سکتے تو یہ کرو، ہر نیکی پر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم جنتوں کے وعدے ہیں اس سے دل میں تحریص تو پیدا ہوتی ہے مگر بعض لوگ مجبور ہیں وہ نیکی کو مکمل صورت میں ادا نہیں کر سکتے۔ تو میرے نزدیک آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کے لئے یہ فرمایا کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں باقاعدہ طور پر شامل کر لے۔ اب کھانے پینے میں شامل کرنے کا یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ باہر اس کو اپنے کھانے پینے میں شامل کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا کہ اپنا کھانا باہر لے جایا کرتے تھے اور باہر یتیموں اور مسکینوں وغیرہ کو اس میں شامل فرما لیا کرتے تھے۔ تو کئی صورتیں ممکن ہیں اگر وہ نہ ہو تو پیسہ خرچ کر کے اپنے جیسا کھانا اس کے لئے مہیا کروادے یہ بھی ایک صورت ہے۔

فرمایا وہ جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے کہ وہ کوئی ناقابل معافی گناہ کرے۔ (سنن ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی رحمة الیتیم) اب اس میں ناقابل معافی گناہ میں اکثر شرک ہی مراد ہوتی ہے۔ اگر وہ شرک نہیں کرے گا، نسبتاً ادنیٰ درجے کے چھوٹے موٹے گناہ اس سے سرزد ہوں جو کبائر نہ ہوں تو ایسی صورت میں اس کو مطمئن رہنا چاہئے کہ اس وجہ سے کہ یتیم کا نگران بنا اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ معاف فرمادے گا اور اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ کتنی عظیم الشان خوشخبریاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی تعلیم اور اپنی سنت پر چلنے والوں کو عطا فرمائی ہیں۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 ——— FAX: 04504-202

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

کتاب الزکوٰۃ باب الصدقہ علی الیتیم سنن النسائی سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یقیناً یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہوتا ہے۔ یعنی دنیا کے اموال سے کلیۃً بے رغبتی کوئی نیکی کا لازمہ نہیں ہے۔ بعض صورتوں میں بے رغبتی ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی بھی ہوتی ہے۔ مگر یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ہر قسم کے مال چھوڑ دو اور اچھا کھانا پینا ہی بند کر دو۔ مختلف لوگ ہیں اور مختلف حالات ہوتے ہیں تو اس بات پر کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہو، توفیق دی ہو اس کو اس رنگ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ یہ مال ہرا بھرا میٹھا ہے اور مسلمان کا اچھا ساتھی ہے لیکن یہ ایک شرط کے ساتھ ہرا بھرا اور میٹھا ہوگا اگر اس میں سے یتیم اور مسکین اور مسافر کو دیتا ہے۔

تو یہ شرط لگا دی یعنی اس کو مال کی زکوٰۃ کہتے ہیں۔ ایک تو زکوٰۃ اصطلاح ہے۔ اس اصطلاحی زکوٰۃ کو ادا کرنے کے علاوہ انسان اپنے مال اور اپنی خوشیوں کی زکوٰۃ نکالتا رہے اگر وہ زکوٰۃ نکالتا رہے گا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر بے شک اچھا کھاؤ پیو تم نے اس کی زکوٰۃ نکال دی۔ اور زکوٰۃ نکالنا ان معنوں میں یہ ہے کہ یتیم، مسکین اور مسافر کو دیتا ہے۔ اور جو شخص اس کو ناحق طور پر لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ اس کے خلاف قیامت کے روز گواہ ہوگا۔ کس کو لیتا ہے مطلب ہے دنیا کے مال۔

جس کی جائز کمائی تھی اس کے متعلق تو فرمایا کہ ہرا بھرا مال ہے اچھا مال ہے۔ بشرطیکہ اس کا حق ادا کرو اور اگر وہ مال ناجائز طریق پر کمایا گیا ہے تو ایسا ہی ہے جیسے آگ کھالی جائے اور ساتھ یہ فرمایا اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ اب یہ بات بھی ہم نے مشاہدے میں دیکھی ہے کہ حرص کے ذریعے کمائے ہوئے مال سے دو طرح بھوک باقی رہتی ہے ایک کہ مال جتنا چاہو لیتے چلے جاؤ پیٹ نہیں بھرے گا۔ یعنی مال کی طلب بڑھتی چلی جائے گی اور یہ بات جہنم کی مثال ہے۔ جہنم سے بھی جب پوچھا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی ہے تو جہنم کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ۔ اے اللہ اور بھی ہے؟ اور ڈال دے۔ تو پیٹ کی جہنم بھی واقعۃً جہنم کی طرح بھرتی نہیں۔ اگر جو بھی انسان مال دیکھے خواہ وہ گندہ ہو خواہ وہ اچھا ہو جس قسم کا بھی ہو مال ہو، اسے لینے کی تمنا، حرص اتنی بڑھ جائے کہ اس میں اچھائی برائی کی تمیز اٹھ جائے یہ صورت اگر ہو تو فرمایا کہ ایسے مال سے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا۔ اور دوسرا پیٹ بھرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو طمانیت نصیب ہوگی، وہ مال اس کی اولاد کے، اس کے سکون کے لئے، اس کے مستقبل کے لئے مفید ثابت نہیں ہوگا وہ اس کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

پھر فرمایا اس کے خلاف وہ مال قیامت کے روز گواہ ہو جائے گا۔ اللہ نے رزق دیا تھا اچھے کاموں کی خاطر دیا تھا۔ اس شخص نے رازق کو نہ دیکھا رزق کو ہی معبود بنا دیا اور دینے والے ہاتھ کی پرواہ نہیں کی۔ اس پہلو سے وہ قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر کھڑا ہوگا۔

پھر سنن ابن ماجہ سے ایک حدیث حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میرا اپنے خاوند پر اور میرے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔ اب تک جو میں حدیثیں پیش کرتا رہا ہوں ان میں زیادہ تر یہ بات دماغ میں آتی ہے کہ گویا مرد ہی ہے جو یہ سارے نیک کام کر سکتا ہے لیکن جس کے گھر یتیم پلتے ہیں اس میں عورت کا بہت بڑا دخل ہے۔ اس لئے میں نے شروع ہی میں یہ بات بتا دی تھی کہ اولین اور بہترین وہ گھر ہے جس میں یتیم اچھی طرح پلتے ہوں اور یہ ناممکن ہے کہ عورت نیک دل نہ ہو اور اس میں یتیم اچھی طرح پلتے ہوں۔ خاوند کی نیکی کسی کام نہیں آسکتی کیونکہ اکثر وہ باہر رہتا ہے۔ جب تک بیوی نیک نہ ہو اس وقت تک یتیموں کے لئے ایک جنت نما گھر نہیں بن سکتا۔

تو یہ حدیث اس لئے رکھی ہے کہ اس طرف بھی یہ اشارہ کر رہی ہے اور مزید کچھ باتیں بیان کرتی ہے صرف خاوند ہی عورتوں کو نہیں پالتا بعض صورتوں میں عورتیں بھی خاوند کو پالتی ہیں اور وہ خاوند جو عورتوں کی کمائی کھانے کے عادی ہوں وہ سمجھیں گے کہ شاید ان کے لئے اس حدیث میں جواز ہے۔ میں یہ بات کھول دینا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے اس حدیث میں کوئی جواز نہیں ہے بلکہ عدم جواز ہے۔ خاوند کو اپنی بیوی کے مال پر کوئی حق نہیں ہے۔ اگر بیوی خرچ کرتی ہے تو ایسے خرچ کرتی ہے گویا صدقہ ہے۔ تو اب بتائیں آپ کا جواز کہاں چلا گیا۔ اگر آپ صدقے پہ پلنا پسند کرتے ہیں تو غیروں سے صدقہ لینے کی بجائے بیوی کے صدقے پہ پلیں اور بیوی کو نیکی اسی طرح ملے گی جیسے صدقہ کی نیکی ملتی ہے۔ چنانچہ بہت ہی دلچسپ حدیث ہے اس پہلو سے۔

حضرت زینبؓ جو حضرت عبداللہ (رضی الله عنهما) کی بیگم ہیں فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا میرا اپنے خاوند پر اور میرے زیر کفالت یتیموں پر خرچ کرنا میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا۔ حضرت عبداللہ کا بھی پتہ چل گیا بیچاروں کا کہ کسی مجبوری کی وجہ سے وہ کما نہیں سکتے تھے اور ایک اور خوبی حضرت زینب کی یہ ہے کہ اس بناء پر اپنے خاوند کو چھوڑا نہیں، اس کو طعن و تشنیع نہیں کی اس کو گھر میں ٹھیک طرح رکھا ورنہ بعض عورتیں خاوند نہ کمائے تو اس کو بھی پھر نکھٹو ہونے کے طعنے دینے شروع کر دیتی ہیں یا اور طرح سے بدسلوکی کرتی ہیں۔

نیک سلوک اس میں داخل ہے اس لئے کہ اگر نیک سلوک شامل نہ ہوتا تو پھر جزاء کوئی نہ ہوتی اس لئے بات کی گہرائی میں اتر کر اس میں استنباط ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان سب صحابہ اور ان کے گھروں اور ان کے حالات پر نظر ہوا کرتی تھی۔ اگر اس عورت نے یہ سوال کیا کہ صدقہ ہے تو آپ اگر دیکھتے کہ وہ خاوند سے حسن سلوک نہیں کرتی بلکہ اس طرح دیتی ہے جیسے کسی چیز کے سامنے چیز پھینکی جائے تو آپ فرماتے نہیں یہ صدقہ نہیں ہے اس صدقے کی جزاء نہیں ہے کیونکہ تم نے وہ حقوق ادا نہیں کئے جیسا کہ اس آیت میں وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً ان سے حسن سلوک کی بات کرو اچھی باتیں کہو اچھے طریق پر ادا کرو۔ تو یہ تمام باتیں اس حدیث کے الفاظ میں مضمر ہیں۔

بہرحال حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ یتیموں پر خرچ کرنا میری طرف سے صدقہ شمار ہوگا؟۔ اس سے مزید پتہ چلا کہ ایک یتیم نہیں بہت سے یتیموں کی یہ نگہداشت کیا کرتی تھیں ایسے بھی ہونگے جو ان کے گھر میں پلتے ہوں گے، ایسے بھی ہونگے جو گھر میں نہیں پلتے مگر باہر کے یتیم ہیں مگر یتامیٰ کا ذکر ہے ایک یا دو یتیم کی باتیں نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایسی خاتون کو دوہرا اجر ملے گا ایک صدقے کا اور دوسرے رشتہ داری نبھانے کا۔ (سنن ابن ماجه کتاب الزکوٰة باب الصدقة علی ذی قرابة) اب دیکھیں خاوند کی بھی عزت رکھ لی۔ صدقہ تو یتامیٰ کے لئے ہے اور اس خاوند کا خیال جو رکھا جا رہا ہے اس کی عزت نفس قائم رکھتے ہوئے فرمایا یہ صدقے کے طور پر نہیں اس کو جزاء ملے گی بلکہ رشتہ داری نبھائی ہے اور جو رشتوں کو قائم کرتا ہے اس کی اپنی الگ جزاء ہے تو اس پہلو سے بہت ہی پیاری اور مکمل حدیث ہے ہر امکانی پہلو پر نظر رکھتی ہے اور اس کو کھول کھول کر ہمارے سامنے بیان کرتی ہے۔

اب یہ ایک اور حدیث ہے بہت ہی دل لبھانے والی اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے والی حدیث ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ یہ شعر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پڑھے ؎

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِه ☆ رَبِيْعُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِلاَرَامِل

اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ سفید نورانی چہرے والا شخص جس کے منہ کا واسطہ دے کر بادل سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کے لئے موسم بہار اور بیواؤں کی عزت کا محافظ ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار پکار اٹھے بخدا وہ تو محمد رسول اللہ ہیں، بخدا وہ تو محمدؐ رسول اللہ ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۱ صفحه نمبر ۷ مطبوعه بیروت)

یہ مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جس کی وجہ سے وہ انگلیوں کے فرق والی بات پیش نظر رکھیں یعنی جود و کرم کا یہ حال تھا کہ اگر بادل کو محمدؐ رسول اللہ کا واسطہ دے کر کہا جائے اس کی طرح جود و کرم کر دے اور دل میں سچی محبت ہو محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی تو ہرگز بعید نہیں کہ وہ بادل جود و کرم کی بارش برسا دے اور یتامیٰ کے کفیل اور بیواؤں کے والی تھے اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے والے۔ یہ ایک بہت ہی اہم پہلو ہے اس حدیث کا جو آپ نے کھول کر بیان کیا ہے کہ بیوگان کے ساتھ حسنِ سلوک ہی نہیں بلکہ ان کی عزت کی حفاظت کرنے والے تھے۔

کئی لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم فلاں بیوہ کی خدمت کریں۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ آپ کو اجازت نہیں ہے کیونکہ اس بیوہ کی اگر خدمت کرنی ہے تو جماعت کی معرفت کریں، اس خدمت کے بہانے آپ کا ایک جوان عورت جو بیوہ ہو گئی ہو اس کے گھر میں آنا جانا مناسب نہیں، جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں کئی قسم کی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ پس اس پہلو سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق جو حضرت عائشہؓ کا بیان ہے وہ صرف یہ نہیں کہ بیواؤں کی خدمت کرتے تھے، بیوگان کی عزت کے محافظ تھے، دوسروں سے بھی بیوگان کی حفاظت کروایا کرتے تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے سنن ابن ماجہ میں درج ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْاَةِ کہ اے اللہ تو گواہ رہ کہ میں دو ناتواں یعنی یتیم اور عورت کے حقوق دبانے کو حرام قرار دے رہا ہوں۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الادب باب حق الیتیم) اب یہاں عورت میں ایک عام لفظ ہے عورت کا جو ہر عورت پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ عورت میں بھی ایک ضعف پایا جاتا ہے مگر بعض شرح لکھنے والوں نے یہاں بیوہ کا لفظ بیچ میں زائد کر دیا ہے یعنی ترجمے میں۔ وہ کہتے ہیں بیوہ عورتیں مراد ہیں۔ مگر میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کو کھلا رکھا تھا اور یہ جو تشریحیں کرنے والے ہیں ان کا کوئی حق نہیں کہ اس کو تنگ کر دیں۔ عورت کے اندر ایک نازک صنف ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے یعنی اس کو کہتے ہی صنفِ نازک ہیں اور اس پہلو سے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہوتے ہیں کہ اس کی اس کمزوری سے جو دراصل اسکا حسن ہے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو فرمایا وہ خدا کو گواہ رکھ کر فرمایا ہے۔ مطلب ہے جو کام میرے سپرد کئے گئے ہیں وہ سارے میں نے ادا کر دئے ہیں۔ میں اس حال میں تیرے پاس نہیں لوٹوں گا کہ کوئی کہہ سکے کہ میں نے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کیں اور کسی کے کہنے سے مجھے

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

کیا غرض۔ اے اللہ تُو گواہ ہے، تُو جانتا ہے کہ دنیا سے واپس جانے سے پہلے میں تیرے احکامات کی تمام ذمہ داریوں کو ادا کر رہا ہوں۔ وہ جو عہد والی حدیث تھی اس کا یہی معنی ہے کہ ایک عہد جو خدا نے بندوں سے باندھا وہ سب سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے باندھا اور اس عہد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح کسی نے بھی پورا نہیں کیا۔ آپ کے پورا کرنے کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتا۔ مگر ایک قریب آنے کی کوشش تو ہے نا وہ تو سب کر سکتے ہیں اور جو بھی یہ کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں اسکی بہترین جزاء عطا فرمائے گا۔

ایک اور حدیث میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ میں روایت ہے کہ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ صحابی نہیں تھے، دادا صحابی تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے مگر ایک یتیم کا کفیل ہوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے زیر کفالت یتیم کے مال سے کھالو مگر اسراف اور فضول خرچی کئے بغیر۔ کیونکہ قرآن کریم میں یہ بھی حکم ہے کہ اگر تم یتیم پر خرچ نہیں کر سکتے تو اس کے مال کی حفاظت بھی ایک خرچ ہے۔ اس کے مال کی ایسی حفاظت کہ وہ بڑھتا رہے اور بہترین نشوونما ہو اس کی۔ جب تک وہ اپنے مال کو خود نہ سنبھال سکے اس وقت تک چاہے قومی نگرانی میں رہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ایسا ٹرسٹ بننے کی درخواست دی جاسکتی ہے کہ تم حکومت سے درخواست کرو کہ تمہیں بطور ٹرسٹ منظور کر لے حالانکہ انفرادی طور پر بھی انسان یہ کام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹرسٹ کے لفظ اس لئے لکھے ہیں کہ ٹرسٹ کی نگرانی حکومت کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔

ایک شخص اپنے طور پر یتیم کے مال کا نگران بن جائے تو کسی کو کیا پتہ کہ وہ کیا کرتا پھرتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت باریکی سے ان معاملات کو دیکھا ہے اور جماعت کو ایسے مشورے دیئے ہیں کہ ان پر عمل کر کے خرابی کا احتمال کم سے کم ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں شوق ہے تو حکومت سے درخواست دے کر اپنے آپ کو ٹرسٹی بنالو اور پھر یتیم کے اموال کی نگرانی کرو اور بحیثیت ٹرسٹی تم جوابدہ ہو گے حکومت کے سامنے اور پھر وہ آڈٹ بھی کرتے ہیں اور کئی قسم کے نگرانی کے انتظامات جاری رکھتے ہیں۔ تو یہی بات ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قرآنی آیات کے حوالے سے جن کا تفصیلی ذکر اس رمضان میں درس میں گزر چکا ہے میں اس کو دہرانا نہیں چاہتا۔ فرمایا اپنے زیر کفالت یتیم کے مال سے تم کھالو۔ اب مال تمہارے پاس کوئی نہیں ہے یتیم کی کفالت کرنی ہے خود بھی تو کچھ کھاؤ گے۔ جب اس کے مال کی نگرانی کرو گے تو یہ بھی تو ایک ملازمت ہی ہے۔

پس اس پہلو سے فرماتے ہیں مگر بغیر اسراف اور فضول خرچی کئے اور بغیر اس کے کہ اس ذریعے سے اپنے لئے مال بناؤ۔ جب تمہارے پاس مال ہے کوئی نہیں اور یتیم کے مال پر ہی تم اس کے ملازم سے بن گئے ہو تو اس میں سے اپنے لئے مال نہ پھر بناؤ۔ پھر اسی مال کی نگرانی کرو اور اس کی نگرانی کے بدلے کے طور پر تمہیں جو روزمرہ کھانے کے لئے پیسے چاہئیں وہ وصول کر لیا کرو۔ بغیر اس کے کہ اسکے ذریعے سے اپنے ذاتی مال کو بچاؤ۔ ایک اور بات بھی فرمائی۔ یہ پہلی بات کی تکرار نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس نے تو کہا تھا میرے پاس مال نہیں مگر ہو سکتا ہے ایسی صورت میں کسی کے پاس مال ہو بھی کچھ اور وہ یتیم کے مال کی کفالت کر رہا ہو تو ایسی صورت میں اگر خود خرچ کر سکتے ہو اپنے اوپر تو خود ہی کرو پھر محض اپنے مال کو بچانے کی خاطر یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح جامع مانع ہوتی تھیں، یا ہیں، ہمیشہ رہیں گی کہ وہ ایک مسئلے کے ہر پہلو پر حاوی ہو جایا کرتی تھیں۔

یا یہ فرمایا۔ ایک راوی کو شک ہے کہ ہو سکتا ہے آپ نے یہ فرمایا ہو کہ اپنے مال کو بچانے کے لئے اس کا مال فدا کرتے جاؤ، یہ بھی نہیں کرنا۔ (مسند احمد بن جنبل جلد ۲ صفحه ۲۱۶،۲۱۵ مطبوعه بیروت) مطلب یہ ہے کہ بعض ایسی تجارتیں ہوتی ہیں جن میں احتمالات ہوتے ہیں کہ شاید پیسہ ضائع ہو جائے تجربے کی بات ہے۔ تو یہ اجازت نہیں ہے کہ تم پہلے یتیم کا مال لگا دو اور اگر وہ ضائع ہو گیا تو اپنا مال روک لو۔ اگر خرچ کرنا ہے تو پھر دونوں مال اکٹھے کرو۔ اس میں بہت باریک نصیحت ہے جس کو حضرت مصلح موعودؓ نے بہت گہرائی سے سمجھا اور آپ کے بہت سے افعال ہیں جن کی ویسے سمجھ نہیں آتی ان احادیث پر غور کرنے سے سمجھ آتی ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ بہت گہرائی سے آنحضرت ﷺ کا کلام سنا کرتے تھے یا پڑھتے تھے اور اپنی زندگی کے لئے وہی لائحہ عمل بنالیا کرتے تھے۔

آپؓ نے جب بھی تحریک جدید یا انجمن کے لئے کوئی کاروبار کئے، زمینیں خریدیں یا دوسرے کاروبار کئے اس میں اپنا پیسہ ضرور لگایا۔ کوئی بھی ایسا کاروبار نہیں تھا جس میں ۳/ ۱ یا کچھ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا پیسہ نہ لگایا ہو۔ سندھ میں زمینیں خریدیں صدر انجمن احمدیہ کے لئے تو اپنے لئے بھی، تحریک جدید کے لئے خریدیں تو اپنے لئے بھی۔ جس جس جگہ میں، جس جس ضلع میں آپ نے یہ کام کیا وہاں اسی ضلع میں بھی اپنے لئے الگ زمینیں خریدیں۔ مقصد یہ تھا کہ میں جو کاروبار جماعت کے لئے تجویز کر رہا ہوں پوری دیانت داری سے سمجھتے ہوئے کر رہا ہوں کہ یہ فائدہ مند ہوگا اور اگر اس میں یہ خطرہ ہے کہ وہ ڈوب جائے گا تو میرا مال اس بات کا ضامن ہے کہ اگر ڈوبے گا تو پھر میرا مال بھی ڈوبے گا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے فرق کیا ہے۔ اب یہ نصیحت جو ہے آپ غور کر کے دیکھ لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس اصولی نصیحت کے تابع ہے کہ یتیم کے مال کو الگ طور پر اس طرح نہیں لگانا چاہئے کہ وہ تمہارے لئے تجربے کا کام دے اگر ترقی کرے تو پھر اپنا مال ڈال دو اور اگر ڈوب جائے تو پھر اپنے مال کو بچالو تو اپنے مال کو بچانے کا ذریعہ بناتے ہوئے یتیم کے مال کی تجارت نہیں کرنی۔

ایک اور حدیث ہے اور یہ احادیث کے سلسلے میں جو اس خطبے کے لئے میں نے چنی ہیں ان میں سے یہ آخری حدیث ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوگان اور مساکین کی خدمت میں لگا رہنے والا شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا اس کی طرح جو قائم اللیل اور صائم النہار ہو۔ (بخاری کتاب النفقات باب فضل النفقة علی الاهل) یعنی جو شخص اس خدمت پر لگا رہتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے اس سے دوسری نیکیوں میں کوئی نقصان پہنچ گیا ہے، میں جہاد میں پیچھے رہ گیا ہوں یا روزے رکھنے میں پیچھے رہ گیا ہوں یا تہجد میں کمزوری آگئی ہے۔ فرمایا اگر تم یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت پر اپنے آپ کو مامور کر لو اور فرائض نماز ادا کرو اور نوافل پر وہ غیر معمولی توجہ نہ دے سکو جو ان معاملات میں بعض بہت آگے بڑھنے والے دیا کرتے ہیں تو اس سے تمہیں کمی کا احساس نہ ہو۔ اللہ تمہاری نیکی کو اتنے پیار سے دیکھے گا کہ باقی میدانوں میں تمہارے نہ بڑھنے کو نظر انداز فرما دے گا اور یہی نیکی ان دوسری نیکیوں کی قائم مقام بن جائے گی۔

کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی تھے جو میں نے رکھے ہوئے تھے مگر چونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور ایک آخری بات جو میں ضروری کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ **ہمارے پاس اس وقت بہت سے خدمت کے ایسے میدان خالی پڑے ہیں جہاں یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کو پہلے سے زیادہ بڑھانے کی ضرورت ہے** ۔ افریقہ میں مثلاً سیرالیون میں جو بکثرت مظالم ہوئے ہیں ان کے نتیجے میں بعضوں کی ٹانگیں کاٹی گئیں، بعضوں کے ہاتھ کاٹے گئے۔ بُرے حال میں، ایسی صورت میں بچے اور عورتیں رہ گئے کہ ان کا کوئی والی وارث نہیں۔ انگلستان کو یہ توفیق ملی کہ ان کے ڈاکٹروں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں جا کر ان کے اعضاء کو مصنوعی اعضاء کے ذریعے اس قابل بن دیا کہ وہ چل پھر سکیں یا روزمرہ کے کام کر سکیں اور اسی طرح انگلستان کو یہ توفیق ملی کہ اپنے صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ سے بڑی بھاری رقم ان لوگوں کے لئے وقف کر دی۔

مگر میں سب جماعتوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں افریقہ کی دوسری جماعتوں کو بھی کہ یتیم اور بیوگان کا جہاں تک مسئلہ ہے یہ ایک عام شکایت ہو گئی ہے۔ دنیا میں قومیں ظالم ہیں جن کو کوئی بھی پرواہ نہیں اس بات کی کہ کس کثرت سے لوگ ظلموں کا شکار ہوتے ہیں اور کوئی کمی نہیں ہے اس میدان میں۔ تو جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مسلمان ہیں، سردست اگر مسلمانوں کی ذمہ داری ادا کرنے کی ہی جماعت کوشش کرے تو یہ بھی اگرچہ ہماری توفیق سے بہت زیادہ کام ہے لیکن اگر محض للہ یہ کام کریں تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری توفیق بڑھاتا چلا جائے گا۔

جہاں تک ساری دنیا کے یتامیٰ اور مسکینوں اور بیوگان کا تعلق ہے یہ دنیا میں ایسے بڑے بڑے ممالک ہیں، ایسے بڑے بڑے ادارے ہیں جن کے پاس چیریٹی (Charity) کے لئے بے شمار دولت ہے،

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

اتنی زیادہ کہ اربوں ڈالر وہ ان چیزوں پر خرچ کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اگر اور مقصد کے لئے نہیں تو ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی خاطر۔ یعنی وہ یتیم اور بیوگان جن کے ساتھ نیکی کرنے سے ان کو کوئی سیاسی فائدہ پہنچ سکے اس پر وہ خرچ کرتے ہیں تو وہاں ہمیں دخل دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ میدان تو بہت بڑا ہے اور اگر میدان بہت وسیع ہو تو انسان ایسی جگہ چنتا ہے جہاں تھوڑے مصرف سے زیادہ فائدہ ہو سکے۔

میں نے اس کی کئی دفعہ مثال دی ہے۔ سندھ کو جو آباد کیا گیا جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے سندھ میں زمینیں خریدیں کثرت سے بنجر زمینیں تھیں اور جھاؤ اگتے تھے، کانٹے دار جھاڑیاں ہوتی تھیں لیکن جاتے ہی سب سے گندے بنجر کو اختیار نہیں کیا۔ اس میں سے جو اچھی زمینیں تھیں جن کو تھوڑی سی محنت سے درست کیا جا سکتا تھا پہلے ان کا انتخاب کیا اور رفتہ رفتہ پھر اس دائرے کو پھیلایا۔ تو جماعت کو تھوڑی جگہ چن کر جس پر وہ زیادہ بہتر کام کر سکتی ہے اس خدمت کو شروع کرنا چاہئے اور خصوصاً افریقن ممالک میں ہر ایسے علاقے میں جہاں یتامیٰ اور بیوگان کی ضرورتیں زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہیں وہاں وہ خاص حصہ چن لیں جس میں اولیت وہ پہلے مسلمانوں کو دیں کیونکہ سب کا تو کر سکتے ہی نہیں تو کم سے کم محمدؐ رسول اللہ کے نام کی طرف منسوب ہونے والے تو ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اس آنحضورؐ کی طرف منسوب ہونے کو ایسی اہمیت دی کہ وہ تمام لوگ جو آپ کو گالیاں دیتے تھے اور وقف تھے اس بات پر کہ آپ کی مخالفت کریں ان کے لئے بھی بددعا دل سے نہیں نکلی اور جب وہ بہت زیادہ ظلم کرتے تھے اور جوش آتا تھا طبیعت میں تو آپ نے فرمایا:

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار   کآخر کنند دعویٔ حُبِّ پیمبرم

کہ اے دل اس طرف بھی تو نگاہ کر کہ آخر میرے پیمبر محمد مصطفیٰ کی طرف منسوب تو ہو رہے ہیں۔ یہی بات ان کے لئے ایک سفارش کے لئے کافی ہے۔ پس جو عامۃ الناس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں ان کی ضرورتوں اور ان کی خدمتوں میں جہاں تک بس چلے ہمیں پیش قدمی کرنی چاہئے اور آگے بڑھنا چاہئے۔ رہا ان کا سوال جو بدخلق اور ظلم و ستم میں بڑھ رہے ہیں ان کے لئے الہامی طور پر اجازت ہے کہ اس حد تک بددعا کی جائے کہ ان کا ظلم خود مسلمانوں کو نیکی سے محروم کرنے کا مزید موجب نہ بنے اور اس طرح ان کا قصہ پاک ہونے کا مطلب ہے چند کو خدا تعالیٰ اٹھا لے تو باقی لوگ جو ہیں ان کے لئے پھر یہی دعا کافی ہوگی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَومِی فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَومِی فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لاعلم ہیں ان کو پتہ نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ ۱۴

جب یہ کیفیت ختم ہو گئی تو حضورؑ نے خطبہ ختم کر دیا اور کرسی پر تشریف فرما ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے عید سے ایک روز قبل حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے قادیان میں موجود تمام دوستوں کی فہرست منگوائی تھی تاکہ اُن کے لئے دعا کر سکیں۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحبؓ نے تمام دوستوں کو مدرسہ احمدیہ میں اکٹھا کر کے فہرست بنا کر خدمت اقدسؑ میں پیش کی اور حضورؑ سارا دن بیت الدعا میں دروازے بند کر کے مصروف دعا رہے۔ چنانچہ خطبہ کے اختتام پر آپؑ نے فرمایا کہ کل جو میں نے دعائیں کی ہیں اُن کی قبولیت کے لئے یہ خطبہ بطور نشان رکھا گیا تھا۔

پھر دوستوں کے اصرار پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ حضورؑ کے عربی خطبہ کا ترجمہ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے اور روح القدس کی تائید سے ایسے اس فرض کو ادا کیا کہ ہر شخص عش عش کر اٹھا اور ابھی ترجمہ جاری تھا کہ حضرت اقدسؑ فرط جوش کے ساتھ سجدہ شکر میں گر گئے۔ آپؑ کے ساتھ حاضرین نے بھی سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر آپؑ نے فرمایا کہ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ مبارک۔ یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔

حضورؑ کی تحریک پر بعض احباب نے یہ خطبہ حفظ کرنے کی سعادت بھی پائی۔ اگست ۱۹۰۱ء میں اسے حضورؑ نے نہایت اہتمام سے شائع فرمایا اور اس کا فارسی اور اردو ترجمہ بھی خود کیا اور اعراب بھی خود لگائے۔ اصل خطبہ ۳۸ صفحات میں ہے جبکہ باقی عام تصنیف ہے جس کا اضافہ حضورؑ نے بعد میں فرمایا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی رائے ہے کہ "خطبہ الہامیہ سے یہ مراد نہیں کہ اس خطبہ کا لفظ لفظ الہام ہوا بلکہ یہ کہ وہ خدا کی خاص نصرت کے ماتحت پڑھا گیا اور بعض بعض الفاظ الہام بھی ہوئے"۔ حضرت اقدسؑ کے طرز عمل سے بھی اسی نظریہ کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضورؑ نے اپنے الہامات میں "خطبہ الہامیہ" کے ابتدائی باب کو کہیں شامل نہیں فرمایا۔

اس خطبہ میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ قربانی سے مراد نفسانی خواہشات کی قربانی ہے جس کے بعد مشکلات سے چھٹکارا اور آخرت میں نجات ہو سکتی ہے اور حقیقی فرمانبرداری اپنے نفس کی اونٹنی کو خدا کے حضور ذبح ہونے کے لئے گرا دینا ہے۔ پرہیزگاری کی روح سے قربانی ادا کرنے والا پہلے سالک کا درجہ پاتا ہے پھر بالترتیب عارف، متقی اور ولی کہلاتا ہے، پھر فناء کے مرتبہ کو پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ کی تجلیات کا وارث بنتا ہے جس سے اُس کی باقی بشری کمزوریاں ختم کر کے خلافت کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے اور وہ خدائی صفات سے متصف ہو کر اُس کی مخلوق کیلئے نجات اور خدا کے انعامات کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ یہ قربانیاں ہمارے لئے سواریاں ہیں جو ہمیں خدا کے قرب اور محبت میں بڑھاتی ہیں۔ بہت سارے لوگ عید کو اچھا کھانے اور پہننے کا نام سمجھتے ہیں اور نماز کو وہ ایسے ادا کرتے ہیں گویا کہ مرغی دانے پر چونچ مارتی ہے۔

حضورؑ نے فرمایا کہ آپؑ کے ذریعہ سے خدا نے اپنی جلالی اور جمالی صفات دکھلانا چاہی ہیں۔ صفت جلال کے ذریعہ شرک اور غلط عقائد کا خاتمہ اور صفت جمال سے توحید کا قیام اور حق کے دشمنوں کا خاتمہ ہے اور یہ کام تلوار سے نہیں بلکہ آسمانی ہتھیاروں سے ہوگا۔ اپنے آنے کا مقصد حضورؑ نے یہ بیان فرمایا کہ میں لوگوں کو سونے چاندی کے مال کی بجائے روحانی خزائن بخشنے آیا ہوں۔

پھر آپؑ نے زمانے کے لوگوں کو مسیح موعود کے آنے کی مبارک دی اور نیکی کی طرف دعوت دی۔ نیز زمانہ کے حالات اور وہ پیشگوئیاں بیان فرمائیں جو ایک مامور کی متقاضی تھیں اور آپؑ کے حق میں پوری ہوئیں مثلاً سورج و چاند گرہن، بعض کی وفات اور قتل، ذوالسنین ستارے کا نکلنا، طاعون کا پھوٹنا، حج سے روکا جانا وغیرہ۔

خطبہ کے آخر پر حضورؑ نے عقلمندوں اور عابدوں کو نصیحت فرمائی کہ بُری صحبت کو چھوڑ دو اور خدا کی خاطر مر جاؤ تا ہمیشہ کے لئے زندہ کیے جاؤ۔ خدا کی راہ سے اندھوں کا ہم سے کچھ تعلق نہیں اور ہم انہیں سلام کے ساتھ رخصت کرتے ہیں اور اگر وہ اپنی بدحرکات سے توبہ نہ کریں گے تو اُنہیں جلد ہی اُن کے بدانجام سے متعلق خبر مل جائے گی۔

تاریخ احمدیت کا یہ ورق مکرم احمد نیّر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷ ۲/ نومبر ۹۸ء کی زینت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

بقیہ: حدیث لا المہدی الا عیسیٰ کے شواہد از صفحہ ۱۱

تعارف کتب جن کا حوالہ دیا گیا ہے

البدء والتاریخ، ابو زید احمد بن سهیل البلخی ۱۸۹۹ء مدینة باریز
حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ابو نعیم اصفهانی ۱۹۸۰ء دار الکتاب العربی بیروت طبع سوم
تاریخ بغداد، احمد بن علی خطیب بغدادی ۱۹۳۱ء مکتبة خانجی قاهرة طبع اول
مسند حمیدی، ابو بکر عبد الله بن زبیر اہل حدیث ٹرسٹ. اہل حدیث چوک کراچی
الکامل في الضعفاء، عبداللّٰه بن عدی ۱۹۸۴ دار الفکر بیروت طبع ثالث
شرح ترمذی، امام ابوبکر ابن عربی المالکی ۱۹۳۴ مطبع صادی مصر طبع اول
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نور الدین علي بن ابی بکر الهیثمی ۳۵۳اھ مکتبة قدسی قاهرة
فردوس الأخبار، حافظ شیرویه بن شهر دار دیلمی. دار الکتاب العربی مصر ۱۹۸۷ طبع اول
معجم احادیث المهدی، مؤسسه المعارف الاسلامیة تحت اشراف شیخ علي الکوارنی
المعجم الصغیر، ابو القاسم طبرانی. ۱۹۸۳ دار الکتب العلمیة بیروت
المعجم الاوسط، ابو القاسم طبرانی ۱۹۸۵ مکتبة المعارف ریاض ۱۹۸۵ طبع اول
صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری. متوفی ۲۵۶ھ
التاریخ الکبیر، محمد بن اسماعیل بخاری مؤسسة الکتب الثقافیة بیروت ۱۹۸۶
صحیح مسلم، مسلم بن حجاج القشیری. متوفی ۲۶۱ھ
سنن ابن ماجه، محمد بن یزید بن ماجه القزوینی. متوفی ۲۷۳ھ
صحیح ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان. ۳۵۴ھ موسسة الرسالة
مستدرك امام حاکم، ابو عبدالله متوفی ۴۰۵ھ
المصنف عبدالرزاق، متوفی ۲۱۱ھ
مسند أحمد بن حنبل، المکتب الاسلامي بیروت
المصنف ابن ابی شیبه، متوفی ۲۳۵ھ
کنز العمال، علاؤالدین علي المتقی مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۷۹ء

والدین کی ذمہ داری

حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی اصل ذمہ داری والدین پر ہے۔ انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآن کریم سے جو انہیں حاصل تھی کیوں محروم کر دیا"۔ (الفضل ۲/فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲)

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے پاکستانی و انڈین، سلے اور اَن سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی مثلاً سلک کڑھائی والے، سٹون واش، واش اینڈ ویئر، وولن (جرسی) سٹیپل کے علاوہ عروسی ملبوسات کا مرکز

بیلہ بوتیک

عید کی خصوصی پیشکش ۳۰ مارک سے ۱۵۰ مارک تک

نیز خواتین کی پسند کے مطابق لباس کی تیاری کا انتظام۔ ہول سیل کی سہولت

Tel: 069/24279400 - 01702128820

Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (ہمراہ رائل جیولرز)

حدیث "لَا الْمَهْدِیُ اِلَّا عِیْسٰی" کے تائیدی شواہد

(عبدالسمیع خان)

"مسیح" اور "مھدی" کے ایک ہی وجود ہونے کے متعلق ہماری جماعت کی طرف سے دیگر دلائل کے علاوہ عام طور پر یہ حدیث نبوی کثرت کے ساتھ پیش کی جاتی ہے:

لا المھدی الا عیسیٰ۔(سنن ابن ماجه۔ ابواب الفتن ۔ باب شدة الزمان)

خاکسار نے اس حدیث کے مزید شواہد جمع کئے ہیں اور اسی حدیث کے مضمون اور الفاظ کے اندر رہتے ہوئے ایسی احادیث اکٹھی کی ہیں جن میں مسیحؑ اور مہدی کو ایک ہی وجود قرار دیا گیا ہے۔ یہ تمام احادیث ابتدائی مآخذ اور کتب سے لی گئی ہیں جنہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ احادیث روایت کی ہیں۔ ایسی احادیث کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا......"لا المھدی الا عیسی" والی حدیث ابن ماجہ کے علاوہ حدیث کی دیگر چھ ابتدائی کتب میں بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے اپنی سند سے روایت کی ہے۔ بعد کی کتب میں یہ حدیث کثرت سے ہے مگر یہاں صرف ان کتب کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی سند سے یہ حدیث درج کی ہے۔

۲......وہ احادیث جن میں واضح الفاظ میں مسیح کو مھدی یا مھدی کو مسیح کہا گیا ہے۔

۳......وہ احادیث جن میں مسیح کو امام کہا گیا ہے۔

وہ لوگ جو مسیح اور مھدی کو الگ الگ وجود مانتے ہیں ان کو یہ بات مسلم ہے کہ مھدی امام ہوگا اور مسیح مقتدی ہوگا۔ پس مسیح کو امام کہنا اسے امام مھدی کہنے ہی کے مترادف ہے۔

ان تینوں قسم کی کتب اور احادیث کو تفصیلی نقشوں کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔ آخر پر ان سب کتب کا تعارف کروایا گیا ہے۔

زمانی لحاظ سے سب سے پہلی کتاب مصنف عبدالرزاق ہے۔ اس کے مصنف کا زمانہ وفات ۲۱۱ ہجری ہے جبکہ حضرت امام احمدؒ (مسند احمد بن حنبل والے) کا زمانہ وفات ۲۴۱ ہجری ہے اور حضرت امام بخاریؒ کا سن وفات ۲۵۶ ہجری ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ احادیث بعد کے زمانہ کی نہیں بلکہ ابتدائی دور سے ہی مروج اور معلوم تھیں۔

حدیث "لا المھدی الا عیسیٰ" کن کتب میں موجود ہے؟

یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ چھ دیگر ابتدائی کتب میں انہی کی سند سے موجود ہے۔ یہ سند بنیادی طور پر مشترک ہے اکثر میں حضرت انسؓ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے اور بعض میں حسنؒ سے روایت ہے۔ ان سب کتب اور ان کی اسناد کی فہرست مصنفین کے زمانہ کی ترتیب سے درج ہے۔ (جو کتب میسر نہیں ان کا حوالہ موجود کتب کے ذریعہ دیا گیا ہے)

کتاب اور مصنف	سن وفات	معین حوالہ	آخری روای	مکمل سند
۱. کتاب الفتن نعیم بن حماد	۲۲۹ ہجری	بحوالہ معجم احادیث المھدی جلد اول صفحہ ۵۶۳	حسنؒ	فضل بن عیاض ، ھشام ، حسن
۲۔ سنن ابن ماجه	۲۷۳ ہجری	ابواب الفتن باب شدة الزمان	انسؓ	یونس بن عبدالاعلیٰ ، محمدبن ادریس الشافعی ، محمد بن خالد، ابان بن صالح ، حسن، انس
۳۔ البدء والتاریخ احمد بن سھل البلخی	۳۲۲ ہجری	جلد اول صفحہ ۱۸۱	انسؓ	احمد بن محمد بن حجاج، محمد بن احمد بن راشد، یونس بن عبدالله الاعلیٰ ،محمد بن خالد، حسن ، انس
۴۔ مستدرك حاکم	۴۰۵ ہجری	کتاب الفتن باب لا یزداد الامر الاشدّة	انسؓ	عیسیٰ بن زید، یونس بن عبدالاعلیٰ ، محمدبن ادریس ، محمد بن خالد، ابان ، حسن، انس.
۵۔ حلیة الاولیاء ابونعیم اصفھانی	۴۳۰ ہجری	جلد ۹ صفحہ ۱۶۱	انسؓ	ابو محمد بن حیان، ابو الحریش الکلابي، یونس بن عبد الاعلي، محمد بن ادریس الشافعي، محمد بن خالد، ابان بن صالح، حسن، انس.
٦. تاریخ بغداد. احمد بن علي خطیب بغدادي	۴۶۳ ہجری	جلد ۴ صفحہ ۲۲۰	انسؓ	محمد بن المفرج، ابو بکر محمد بن علي، ابو العباس الاقطع، احمد بن عبد الله الطائی، یونس بن عبد الاعلي، محمد بن ادریس، محمد بن خالد، ابان ،حسن، انس.
٧. البعث والنشور احمد بن حسین بیھقی	۴۸۵ ہجری	صفحہ ۲۰۹ بحوالہ معجم احادیث المھدی جلد اول صفحہ ۵۶۵	انسؓ	ابن ماجه والی سند کے علاوہ دوسری سند ہے۔ عن انس

احادیث جن میں مسیحؑ کو ہی امام مہدیؑ قرار دیا گیا ہے

مندرجہ ذیل احادیث میں وضاحت کے ساتھ مسیح کو مھدی اور مھدی کو مسیح قرار دیا گیا ہے۔ یہ آٹھ احادیث ہیں اور ابتدائی کتب سے درج ہوتی آئی ہیں۔ اور متعدد صحابہ اور تابعین سے منقول ہیں۔ ان کی فہرست مصنفین کے زمانہ کی ترتیب کے ساتھ پیش ہے:

الفاظ حدیث جن میں مسیح کو امام مہدی کہا گیا ہے	آخری راوی	کتاب و مصنف	سن وفات	معین حوالہ
۱. ینزل عیسی بن مریم اماما هادیا ومقسطا عدلا	طاؤس (تابعي)	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ ہجری	باب نزول عیسی جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۰
۲. یوشك ان ینزل ابن مریم فیکم امام مھدی وقاضي عدلٍ	ابو ھریرةؓ	مسند حمیدی	۲۱۹ ہجری	صفحہ ۳۰۸ حدیث نمبر ۱۰۹۸
۳. المھدی عیسی بن مریم	مجاھد (تابعي)	المصنف ابن ابی شیبه	۲۳۵ ہجری	کتاب الفتن فی فتنة الدجال حدیث نمبر ۱۹۴۹۲

یوشك من عاش منكم ان يلقى عيسى بن مريم اماما مهديا وحكما عدلا	ابو هريرةؓ	مسند احمد بن حنبل	۲۴۱ہجری	جلد۲صفحہ ۴۱۱ (اسناده على شرط الشيخين
۵. يوشك من عاش منكم أن يخرج المهدى عيسى بن مريم اماما مهديا وحكما عدلا	ابو هريرةؓ	مسند بزار	۲۹۲ہجری	بحواله شرح ترمذى ابو بكر ابن عربى جلد۹صفحہ ۷۷
۶. ينزل عيسى بن مريم مصدقا لمحمد على ملته اماما مهديا وحكما عدلا	عبد الله بن مغفلؓ	المعجم الأوسط طبراني	۳۶۰ہجری	جلد۵صفحہ ۲۹۳ (رجاله ثقات في بعضهم ضعف لا يضر (مجمع الزوائد ۳۳۶/۷
۷. يوشك من عاش منكم ان يلقى عيسى بن مريم اماما مهديا	ابو هريرةؓ	الكامل، ابن عدى	۳۶۵ہجری۔	جلد۳صفحہ ۲۶۱
۸. ينزل اخى عيسى بن مريم ....اماما هاديا وحكما عدلا	ابن عباس	تاريخ دمشق ابن عساكر	۵۷۱ہجری	بحواله كنز العمال جلد۱۴صفحہ ۶۱۹

احادیث جن میں مسیح کو امام قرار دیا گیا ہے

مسیح اور مہدی کو الگ الگ وجود ماننے والوں کے نزدیک بھی احادیث کی رو سے یہ مسلمہ امر ہے کہ مسیح مقتدی ہوگا اور مہدی امام ہوگا۔ اس لئے امام کا لفظ صرف امام مہدی پر اطلاق پاتا ہے۔ لہذا جب رسول کریم ﷺ نے مسیح کو امام فرمایا تو دراصل اس کے امام مہدی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ ان سب احادیث کو مصنفین کی زمانی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔ یہ ۲۷ احادیث ہیں اور کئی صحابہؓ سے مروی ہیں:۔

الفاظ حدیث جن میں مسیح کو امام کہا گیا ہے	راوی	کتاب و مصنف	سن وفات	معین حوالہ
۱. لَيُوشكنّ ان ينزل فكيم ابن مريم حكما عدلا واماما مقسطا	ابو هريرةؓ	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ہجری	باب نزول عيسى جلد۱۱صفحہ ۳۹۹
۲. كيف بكم اذا نزل فيكم ابن مريم حكما فامكم او قال امامكم منكم	ابو هريرةؓ	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ہجری	باب نزول عيسى جلد۱۱صفحہ ۴۰۰
۳. لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم اماما مقسطا	ابو هريرةؓ	المصنف عبد الرزاق	۲۱۱ہجری	باب نزول عيسى جلد۱۱صفحہ ۴۰۱
٤. يوشك ان ينزل ابن مريم فيكم حكما واماما مقسطا	ابو هريرةؓ	مسند الحميدي	۲۱۹ہجری	ص۔۳۰۸ حديث نمبر ۱۰۹۷
۵. يكون عيسى بن مريم عليه السلام في امتى حكما عدلا واماما مقسطا	ابو امامهؓ	صحيح ابن خزيمه	۲۲۳ہجری	بحواله كنز العمال جلد۱۴صفحہ ۲۹۵
۶. لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عادلا	ابو هريرةؓ	المصنف ابن ابى شيبه	۲۳۵ہجری	كتاب الفتن باب في فتنة الدجال
۷. يمكث عيسى في الارض اربعين سنة اوقريباً من اربعين سنة اماما عادلا وحكما مقسطا	عائشةؓ	المصنف ابن ابى شيبه	۲۳۵ہجری	كتاب الفتن باب في فتنة الدجال
۸. كيف بكم اذا نزل بكم ابن مريم فامكم او قال امامكم منكم	عائشةؓ	مسند أحمد بن حنبل	۲۴۱ہجری	جلد۲صفحہ ۲۷۲
۹. كيف بكم اذا نزل فيكم عيسى بن مريم وامامكم منكم	عائشةؓ	مسند أحمد بن حنبل	۲۴۱ہجری	جلد۲صفحہ ۳۳۶
۱۰. يوشك المسيح عيسى بن مريم ان ينزل حكما مقسطا واماما عدلا	عائشةؓ	مسند أحمد بن حنبل	۲۴۱ہجری	جلد۲صفحہ ۳۹۴ فيه كثير بن زيد وثقة أحمد وجماعة وضعه النسائى وبقيه رجاله ثقات (مجمع الزوائد ۸/۱۲)
۱۱. يمكث عيسىٰ عليه السلام فى الأرض اربعين سنة اماما عادلا وحكما مقسطا	عائشةؓ	مسند احمد بن حنبل	۲۴۱ہجری	جلد۶صفحہ ۷۵ رجاله رجال الصحيح غير الحضرى ابن لاحق وهو ثقة مجمع الزوائد صفحه ۷
۱۲. كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم	ابو هريرةؓ	صحيح بخاري	۲۵۶ہجری	كتاب الأنبياء باب نزول عيسى
۱۳. ينزل عيسى اماما عدلا	ابو هريرةؓ	تاريخ كبير امام بخاريؒ	۲۵۶ہجری	باب السين جلد۳صفحہ ۳۵۷
۱۴. كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم فامكم منكم	ابو هريرةؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ہجری	كتاب الايمان باب نزول عيسى
۱۵. كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامكم	ابو هريرةؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ہجری	كتاب الايمان باب نزول عيسى
۱۶. لَيُوشكنّ ان ينزل فيكم ابن مريم اماما مقسطا	ابو هريرةؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ہجری	كتاب الايمان نزول عيسى
۱۷. ينزل عيسى بن مريم فامهم	ابو هريرةؓ	صحيح مسلم	۲۶۰ہجری	كتاب الفتن باب في فتح قسطنطينة
۱۸. يكون عيسى بن مريم في امتى حكما عدلا واماما مقسطا	ابو امامةؓ	سنن ابن ماجه	۲۷۳ہجری	كتاب الفتن باب فتنة الدجال
۱۹. لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عدلا	ابو هريرةؓ	سنن ابن ماجه	۲۷۳ہجری	كتاب الفتن باب فتنة الدجال
۲۰. كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم	ابو هريرةؓ	ابن حبان	۲۵۴ہجری	جلد۷ صفحہ ۲۸۴حديث ۶۷۶۴
۲۱. ينزل الله عيسى بن مريم فيؤمهم	ابو هريرةؓ	ابن حبان	۲۵۴ہجری	جلد۷ صفحہ ۲۸۶ حديث ۶۷۷۳ باب اخباره عما يكون في امته من الفتن والحوادث ذكر قدر مكث الدجال
۲۲. يلبث عيسى في الارض اربعين سنة او قريبا من اربعين سنة اماما حكما مقسطا	عائشة	ابن حبان	۲۵۴ہجری	جلد۷ صفحہ ۲۹۰ حديث ۶۷۸۳ باب اخباره عما يكون في امته من الفتن والحوادث ذكر الاخبار عن قدر مكث عيسى بن مريم
۲۳. يوشك من عاش منكم ان يرى عيسى بن مريم اماما حكما عدلا	عائشةؓ	المعجم الصغير طبراني	۳۶۰ہجری	جلد۱صفحہ ۶۹ من اسمه احمد.
۲٤. يمكث عيسى عليه السلام في الأرض اربعين سنة اماما عادلا وحكما مقسطا	عائشةؓ	المعجم الصغير طبراني	۳۶۰ہجری	جلد۲صفحہ ۲۱۱ ذكر ما ورد ان الدجال ينزل على رأس مأة
۲۵. ليهبطن عيسى بن مريم حكما عدلا واماما مقسطا	ابو هريرةؓ	مستدرك حاكم	۴۰۵ہجری	جلد۲صفحہ ۵۹۵ كتاب التاريخ باب هبوط عيسى وقتل الدجال؟
۲۶. ينزل عيسى بن مريم صلوات الله عليه فامهم	ابو هريرةؓ	مستدرك حاكم	۴۰۵ہجری	جلد۴صفحہ ۴۸۲ كتاب الفتن ذكر قتل الدجال صحيح على شرط مسلم
۲۷. كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم وامامكم منكم	ابو هريرةؓ	فردوس الاخبار ديلمى	۵۰۹ہجری	جلد۳صفحہ ۳۴۲ حديث ۴۹۱۸۔

باقی صفحه نمبر ۹ پر ملاحظه فرمائیں

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَب

۱۹؍نومبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازروئے قرآن

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ نشست میں قرآن کریم کی آیت ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ. لَاَخَذْنَامِنْهُ بِالْيَمِيْنِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ. فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ﴾۔ (الحآقة: ۴۵ تا ۴۸) پر گفتگو ہو رہی تھی کہ وقت ختم ہو گیا۔ آج بھی ہم اسی آیت کے مضمون پر گفتگو جاری رکھیں گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اب میں تفصیل سے بتاتا ہوں کہ اس آیت کی تنفیذ کیسے ہوتی ہے۔ ایک بہت ہی اہم بات ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جسے اکثر اوقات لوگ نظر انداز کر جاتے ہیں۔

عام طور پر لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا کا رسول یا نبی ہے تو تمام لوگوں کا اجتماعی فرض بنتا ہے کہ وہ اس دعویٰ کرنے والے کو ہر لحاظ سے ناکام و نامراد اور برباد کرنے کی کوشش کریں اور اگر ممکن ہو تو اسے قتل کریں اور اس کے پیغام کو ضائع کریں اور جس حد تک ممکن ہو اسے نیست و نابود کرنے کی کوشش کریں۔ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم ایسا کریں۔

قرآن کریم اس مسئلہ کا بالکل مختلف حل پیش کرتا ہے۔ اس سے قبل میں فرعون کی قوم کا حوالہ دے چکا ہوں کہ جب حضرت موسیٰؑ نے انہیں خدا کا نبی ہونے کی حیثیت سے مخاطب کیا تو اس وقت کے لوگوں کا بھی بالکل ایسا ہی نظریہ تھا۔ فرعون کی قوم کے بڑے سردار باہمی مشورہ اور گفت و شنید کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ شخص جسے ہم جھوٹا سمجھتے ہیں اس کے متعلق فیصلہ کرنا اور اسے انجام تک پہنچانا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ یہاں فیصلہ مکمل طور پر ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جن کو حضرت موسیٰؑ مخاطب کر رہے ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اُس وقت بھی لوگ یہی گمان کرتے تھے کہ ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ہے جو ان کے گمان کے مطابق دھوکے باز اور جھوٹا ہے اور وہاں کے لوگوں کی زندگی اور موت سے متعلق بڑی بڑی باتیں اور پیغام دے رہا ہے اور اسرائیلیوں کو جو فرعون کے غلام ہیں اور جن کی فرعون کو اپنے بڑے بڑے کاموں کے سلسلہ میں حاجت و ضرورت ہے وہ اس سے ان غلاموں کو آزاد کر کے لے جانا چاہتا ہے۔ یہ تو بہت خطرناک معاملہ تھا اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ فرعونی سردار یقیناً حضرت موسیٰؑ کو جھوٹا سمجھتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے اور اس کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہو کہ وہ جھوٹا ہے تو ایسی صورت میں اس کی بیخ کنی ان کا فرض ہے۔ یہ تھا اصل مسئلہ۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ چونکہ ہم اسے جھوٹا سمجھتے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اسے قتل کریں، اسے ناکام و نامراد کریں۔ اس وقت جبکہ یہ سردار فیصلہ کر رہے تھے انہی میں سے ایک شخص جو خفیہ طور پر حضرت موسیٰؑ کی صداقت پر ایمان لا چکا تھا۔ ان سرداروں کے پاس پہنچا اور ان سے ان الفاظ میں مخاطب ہوا:

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ۔ (المومن: ۲۹)

کہ تم اس کے قتل کا فیصلہ کر رہے ہو اس لئے کہ وہ جھوٹا ہے؟۔ اس شخص نے بات کرنے کا کتنا عمدہ طریقہ اختیار کیا کہ "اِنْ يَّكُ كَاذِبًا" وہ جھوٹا ہے یا جھوٹا نہیں ہے یہ ہم کیسے جان سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اسے بھیجا ہے یا نہیں۔ اور خدا ہی وہ واحد ذات ہے جو اس کے متعلق فیصلہ کر سکتی ہے کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اس لئے وہ خدا جو جانتا ہے اس کا کام ہے کہ وہ عمل دکھائے۔ تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم اس بارہ میں فیصلہ کرو۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کی سزا تمہیں نہیں ملے گی۔ کیونکہ تم جھوٹے نہیں ہو۔ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو خدا کے عذاب کو بھی وہی چکھے گا، تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ اس لئے تم کیوں اس کی پرواہ کرتے ہو۔ اور اس بارہ میں پریشانی میں مبتلا ہوتے ہو۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو کیا خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) پاگل ہے کہ جھوٹ وہ شخص بولے اور کسی اور کے جرم کی سزا تمہیں دے۔ کتنا خوبصورت اظہار بیان اور عمدہ دلیل پیش کی ہے۔ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ تمہیں بالکل پریشان اور فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم تسلی رکھو۔ اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو خاموشی اور صبر سے اس شخص پر خدا تعالیٰ کے قہر اور عذاب کا انتظار کرو۔

یہ تو تھا اس کی دلیل کا ایک پہلو۔ اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ یاد رکھو اور فرض کرو کہ وہ سچا ہے اور سچا نکلتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی پکڑ اور اس کی سزا تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گی اور رکے گی نہیں جب تک کہ عذاب کی وہ خبر جو موسیٰؑ دے رہا ہے پوری نہ ہو جائے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ذریعہ حضرت موسیٰؑ کی حفاظت اور تسلی کا سامان کیا۔

یہ آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ بھی بالکل ویسی ہی دلیل اور ثبوت پیش کر رہی ہے اور اسی رنگ میں اپنے عمل دکھا رہی ہے اور مکمل تائید کر رہی ہے کہ اگر یہ شخص، محمد رسول اللہ ﷺ جھوٹا ہے اور اس نے ہماری طرف منسوب کر کے کوئی ایسی بات پیش کی ہے جو ہم نے اس سے نہیں کہی تو ایسی صورت میں ہو کیسے سکتا ہے کہ ہم بُت بنے بیٹھے رہیں اور کوئی ایکشن نہ لیں۔ ایسی صورت میں ایکشن لینا ہم پر فرض ہے۔ اور ہم ضرور ایکشن لیں گے اور اسے بالکل نہیں چھوڑیں گے۔

اس آیت کا دوسرا حصہ بہت اہم ہے اور دلچسپ پیغام دے رہا ہے کہ یہ تمہارا کام نہیں کہ اسے ہلاک کرو۔ یہ ہمارا کام ہے کہ اس کے متعلق فیصلہ کریں۔ جھوٹا مدعی نبوت جسے خدا کی نہیں بلکہ لوگوں کی پشت پناہی اور مدد حاصل ہوتی ہے تم شاید ایسے مدعی کو ہمارے عذاب سے بچانے کی کوشش کرو گے لیکن ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں کہ تم اگر اپنی تمام تر طاقتیں بھی صرف کر ڈالو تب بھی تمہارے لئے کبھی یہ ممکن نہ ہوگا کہ تم اسے ہمارے عذاب سے بچا سکو۔ وہ عذاب اس پر نازل ہو کر رہے گا اور اسے برباد کر کے چھوڑے گا۔

کتنی مکمل، مؤثر اور عمدہ دلیل ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنی صاف اور واضح دلیل کے باوجود آج کل کے مسلمان یا اس دنیا کا کوئی بھی انسان، ضروری نہیں کہ وہ مسلمان ہی ہو، کیسے خدا تعالیٰ کے اس نبی کے ساتھ جو کہ دعویٰ کر رہا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں بالکل ویسا ہی سلوک کر سکتا ہے۔

قرآن کریم کے ان دو بنیادی اصولوں کی روشنی میں جن کا ذکر حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کے حوالے سے اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے کیا گیا ہے۔ آیئے اب ہم مذہب کی تاریخ کی گہرائی میں اتر کر تلاشِ حق کرتے ہیں۔ وہ تاریخ جسے دنیا کی سب سے قابل اعتبار اور سچی کتاب نے محفوظ کیا ہے۔ وہ کتاب کہ جس کا وقتِ نزول سے لے کر اس وقت تک ایک نقطہ یا ایک شعشہ بھی تبدیل نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے مذہب کی تاریخ سے متعلق قرآن کریم کا بیان سب سے سچا اور قابل اعتبار بیان ہے۔

آیئے اب ماضی کا رخ کرتے ہیں اور ان لوگوں کی تاریخ اور حالات کا جائزہ لیتے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی رو سے جھوٹے دعوے کئے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی مدعی دعویٰ کے وقت اکیلا نہیں تھا۔ فرعون جو خدا ہونے کا مدعی تھا اس کے پیچھے فوج اور حکومت کی ہر قسم کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اور اس کے مقابل پر حضرت موسیٰؑ کی کیا حالت تھی۔ صرف اپنے بھائی کا ساتھ تھا۔ ان کے اپنے لوگوں نے بھی آپ کا انکار کر دیا تھا اور ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ جو ایک لمبے عرصہ کے بعد حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائے تھے۔ یہ ان لوگوں کی حمایت اور مدد اور سہارا نہیں تھا کہ جس کے بل بوتے پر حضرت موسیٰؑ نے فرعون کا مقابلہ کیا۔ بلکہ حضرت موسیٰؑ اکیلے تھے جنہوں نے فرعون کا سامنا کیا۔ تو سچے لوگوں کو تو بالکل بھی دنیاوی مدد حاصل نہیں ہوتی اس کے باوجود وہ تن تنہا دنیاوی طاقتوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کا مقابلہ کرتے ہیں جیسا کہ فرعون کی طاقت کے سامنے حضرت موسیٰؑ اکیلے جا کھڑے ہوئے۔ اور جو چند ایک لوگ حضرت موسیٰؑ کے گرد جمع ہوئے تھے ان کی بھی فرعون کی نظر میں کیا حیثیت تھی۔ وہ کہتا ہے:

"اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ"۔ (الشعراء: ۵۵)

تھوڑے سے، بے حیثیت و کمزور لوگ ہیں۔ اور اسے غصہ دلانے کی کوشش کر رہے ہیں جو مصر کا بہت بڑا جابر حاکم ہے اور ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ یہ کمزور لوگ جن کی سانسیں اور زندگیاں ہماری مرہون منت ہیں، ہماری اجازت سے یہ زندہ ہیں ان کی حیثیت ہی کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کیا جواب دیتے ہیں؟ کہتے ہیں اے فرعون تو ان لوگوں پر اپنے احسان کا جو فخریہ اعلان کر رہا ہے یہ کیسی زندگی ہے۔ تو نے تو انہیں رذیل ترین غلامی میں جکڑ رکھا ہے۔

یہ تھی ان لوگوں کی کل حیثیت اور ہم جانتے ہیں کہ ان میں سے بھی اکثریت ابھی تک حضرت موسیٰؑ پر ایمان نہیں لائی تھی۔ اور انہیں موسیٰؑ کی حمایت میں فرعون کی عدالت میں جانے کی بھی ہمت اور جرأت نہیں تھی۔ وہ تو اپنی جانوں کی خیر مناتے ہوئے اپنے اپنے گھروں میں دبکے رہے اور پھر صرف ایک مرتبہ ہی ایسا نہیں ہوا بلکہ جب موسیٰؑ کی قوم کو طاقت نصیب ہو گئی تو اس وقت بھی انہوں نے بالکل ویسا ہی نمونہ دکھایا اور کہا "فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ"۔ (المائدہ: ۲۵)۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

طاقت کے زمانے میں اس قوم کی یہ حالت تھی تو پھر کمزوری کے وقت ان کے لئے کیسے ممکن تھا کہ حضرت موسیٰؑ کی طرفداری وحمایت کرتے ہوئے فرعون کے سامنے کھڑے ہو سکتے۔ یہ تو حضرت موسیٰ کی حالت تھی۔

حضرت ابراہیمؑ کو دیکھیں، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت نوحؑ کو دیکھیں۔ وہ کون سے لوگ تھے جنہوں نے ان انبیاء کی حمایت ومدد کی؟ کسی نے بھی نہیں ۔ اور ان انبیاء نے جن لوگوں اور مخالف دشمنوں کا تن تنہا مقابلہ کیا وہ دنیا کے بڑے طاقتور انسان تھے۔ یہ تھے بے جوڑ مقابلے جو سچے انسانوں اور دنیاوی طاقتوں اور مخالفوں کے درمیان ہوئے۔

جھوٹے مدعیوں کے پیچھے ہمیشہ دنیاوی طاقتیں سہارا ہوتی ہیں۔ جبکہ خداتعالیٰ کی طرف سے مامور سچے نبی تن تنہا خدا تعالیٰ کی مدد و قدرت سے میدان جنگ میں اترتے ہیں۔ اور یہی کچھ تو یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ اگر ہم کسی جھوٹے مدعی کو سزا دینے کا ارادہ کریں تو تم وہ لوگ ہو گے جو اسے بچانے کے لئے آگے آؤ گے کیونکہ تم کبھی بھی سچے لوگوں کی مدد وحمایت نہیں کرتے۔ تم وہ بدقسمت انسان ہو جو ہمیشہ جھوٹوں کی مدد کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اسی لئے میں نے اس شخص کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ پس آزما کے دیکھ لو اگر یہ جھوٹا ہے تو کوئی مدد اس کے کام نہیں آسکے گی۔ اور اگر یہ سچا ہے تو تمہاری تمام تر دشمنیاں اور مخالفتیں بھی اس کی کامیابی میں روک پیدا نہیں کر سکتیں۔

اب میں اس موضوع کے آخری حصہ کی طرف آتا ہوں جو احمدیت کی سچائی اور صداقت سے متعلق ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ آپ مامور من اللہ ہیں تو آپ اکیلے تھے۔ اور آپ کا سب سے پہلا ٹارگٹ عیسائیت تھی اور حکومت بھی عیسائیوں کی تھی۔ اور اس زمانہ کی سب سے طاقتور حکومت، انگریز حکومت جس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ ساری دنیا میں اس پر کبھی سورج غروب نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے اس کے مقابل پر کھڑے ہوئے۔ اور عیسائیت پر تابڑ توڑ حملے کئے کہ تم اس وقت جو عیسائی مذہب لئے پھرتے ہو اس میں سچائی کا نام و نشان تک نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ سچ ہے کہ ابتداء میں عیسائیت سچی تھی، بعد میں لوگوں نے اس میں ردّوبدل اور تحریف کر کے اس کی سچائی کو تباہ وبرباد کر دیا ہے اور اب اس میں کچھ بھی صداقت باقی نہیں رہی۔ حضرت عیسیٰؑ کے پیغام کو کلیۃً بدل کر رکھ دیا گیا ہے۔

یہ بہت عظیم دعویٰ اور عیسائیت کے خلاف اور اپنے ہی ملک کے بادشاہ اور ملکہ اور انگریز حکمرانوں کے خلاف جنگ کے مترادف تھا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اس وقت کی عیسائی حکومت عیسائیت کو تمام ہندوستان میں پھیلانے میں کیسے ہمہ تن کوشاں تھی تا انہیں انڈیا میں مکمل اور مستقل تسلط حاصل ہو سکے۔ کیونکہ لوگ جب اپنے حکمرانوں کا مذہب اختیار کر لیتے ہیں تو پھر قدرتی طور پر ان لوگوں کے رویے اور سلوک بدل جاتے ہیں۔ اور ایسے میں وہ حکومت کے سیاسی اصولوں کے حمایتی و وفادار اور ان کے آگے سر تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ یہ تھی وہ عظیم عیسائی حکومت۔ ایسی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائیوں کی طرف سے کوئی مدد یا حمایت حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ عیسائیوں کے بڑے بڑے فادرز (Fathers) اور عہدے داروں نے سب سے زیادہ آپ کی مخالفت کی۔ یہ ایسی تاریخ ہے جس کا ہر کس وناکس کو علم ہے۔

پھر یہ کہ ہندو، جو انڈیا کی سب سے بڑی قوم تھی اور جسے تعداد میں ہر دوسری قوم پر فوقیت اور اکثریت حاصل تھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ کرشن کے متعلق تمہارا یہ کہنا کہ وہ خدا تھا یہ سراسر جھوٹ اور کذب پر مبنی عقیدہ ہے ۔ میں کرشن ہوں اور میں خدا نہیں ہوں۔ میں کرشن ہوں اور میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک عاجز اور ادنیٰ غلام ہوں۔ کرشنا کے لئے سب سے بہتر اور اعلیٰ مقام یہ ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ادنیٰ غلام کہلائے اور آپ کی فرمانبرداری میں فخر محسوس کرے۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو کرشن کہا۔ اس وقت کے ہندوؤں نے اس بات کو اپنے لئے کسی قدر ذلت و حقارت جانا ہو گا۔ اور ہندو سمجھتے تھے کہ آپ کا دعویٰ صرف یہ نہیں ہے کہ یہ وہی کرشن ہیں جس کرشن کو ہم مانتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں اور آپ صرف یہ اعلان نہیں کر رہے کہ وہ کرشن خدا نہیں تھا۔ بلکہ یہ ہمارے کرشن کا مقام اس حد تک گرا رہا ہے کہ یہ کہتا ہے کہ میں ہی اصل کرشن ہوں اور میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے عاجز اور حقیر غلام ہونے میں عظیم فخر پاتا ہوں۔ اور یہی وہ مقام ہے جو تمہارے کرشن کا ہونا چاہئے۔

پھر عیسائیوں کو مخاطب کر کے فرمایا تم کہتے ہو کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ نہیں وہ ہرگز خدا کا بیٹا نہیں تھا۔ آپ نے صرف یہی نہیں فرمایا کہ وہ خدا کا بیٹا نہیں تھا بلکہ فرمایا دیکھو میں عیسیٰؑ کی صورت میں دوبارہ پیدا کیا گیا ہوں۔ اور میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہونے میں عظیم فخر محسوس کرتا ہوں۔ یہ ہے مقام تمہارے اس مزعومہ خدا کا۔ کتنا جرأت مندانہ اعلان تھا۔

انڈیا کی سب سے مضبوط اور اکثریت والی قوم ہندو تھی اور انڈیا کے سب سے طاقتور حاکم انگریز عیسائی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ماحول میں اپنے دعاوی کو بتدریج بڑھاتے چلے جاتے ہیں اور پھر وہ گرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جس کے متعلق سکھوں کے سب سے بڑے گرو بابا نانکؒ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ فرمایا آپ کے ارد گرد کے علاقوں میں سب سے طاقتور قوم سکھوں کی تھی۔ اب بھی اگر آپ قادیان جائیں تو دیکھیں گے کہ قادیان کے اردگرد ضلع گورداسپور میں سکھوں کو سب سے زیادہ طاقت حاصل ہے۔ اور وہاں ابھی بھی ان کی حکمرانی ہے ۔ اس وقت بھی جب آپ نے دعویٰ فرمایا وہاں سکھوں کو سب سے زیادہ اثر ورسوخ اور طاقت حاصل تھی۔ اور سکھ ایسی قوم ہے کہ اگر انہیں کسی بات پر ناراض کیا جائے یا غصہ دلایا جائے تو شدید ردعمل دکھاتی ہے۔ ابھی بھی سکھوں کا وہی حال ہے۔ لیکن اب ویسی سختی نہیں رہی جیسی کہ اس زمانہ میں تھی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ حضرت بابا گرونانکؒ کوئی نیا مذہب لے کر آئے تھے۔ ایسا ہرگز نہ تھا۔ میرا یہ دعویٰ ہے اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں اس دعویٰ میں سچا ہوں کہ حضرت گرو بابا نانکؒ مسلمان تھے۔ اور آپ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ اور قرآن پر بھی آپ کو ایمان تھا اور آپؒ نے اسلام پر عمل کیا۔

آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت بابا گرونانکؒ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعویٰ اور اعلان پر سکھوں کی کیا حالت ہوئی ہو گی اور مخالفت اور دشمنی کی کیا صورت اختیار کی ہو گی۔ آج کل بھی اس دعویٰ کی مخالفت میں سکھوں کی طرف سے احمدیوں پر ظلم کئے جاتے ہیں۔

اب آپ اندازہ کریں کہ اس وقت جبکہ آپ اکیلے تھے اسوقت آپ یہ اعلان کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اور آپ مثیل عیسیٰؑ ہیں۔ اور آپ خدا کے وہ موعود نبی ہیں جس کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مسیح ظاہر ہو گا۔ عیسیٰؑ کو دوبارہ مبعوث کیا جائے گا۔ پس میں ہی وہ مسیح اور عیسیٰؑ ہوں۔ تصور کریں کہ آپ کے اس دعویٰ سے عیسائیوں میں کس قدر غم وغصہ اور بے چینی پیدا ہوئی ہو گی۔ اور آپ کی دشمنی میں وہ کس حد تک بڑھے ہو نگے۔

اس زمانے کے ملاں اور مسلمان قوم باقی تمام ہندوؤں اور عیسائیوں کی نسبت آپ کی مخالفت میں سب سے آگے بڑھ گئی ۔ انہوں نے فتاویٰ جاری کئے کہ اس مدعی نبوت نے اسلام کی اس قدر توہین کی ہے کہ اس کا قتل نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ ملاؤں نے منبروں پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو اکسایا کہ جاؤ اور اسے قتل کرو۔ ایسا کرنے سے تمہیں خدا کی رضا اور جنت نصیب ہو گی۔ آپ اکیلے تھے یہاں تک کہ آپ کے اپنے عزیز رشتہ داروں نے آپ کی مخالفت کی اور آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

آپ نے فرمایا قرآن کی یہ آیت ہے۔ اس کے عظیم مدعا کے مطابق تم میری سچائی کو پرکھ سکتے ہو ۔ اور دیکھو یہ کیا کہتی ہے؟ یہ کہتی ہے کہ جس حد تک تم میں طاقت ہے استعمال کر کے دیکھو۔ تم مجھے ناکام نہیں کر سکو گے۔ تمہاری تمام تدبیریں اور حربے اور حیلے نامراد وناکام ہو نگے کیونکہ خدا میرے ساتھ ہے۔

ملاں لوگوں نے کہا یہ کس قسم کا شخص ہے۔ کبھی یہ کہتا ہے کہ میں یہ ہوں، کبھی کہتا ہے میں فلاں ہوں، کبھی کہتا ہے میں امام مہدی ہوں تو کبھی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے اور کبھی کرشن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی بدھ ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔ یہ کتنی شخصیتوں کا مالک ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ خدا کے کتنے وجود ہیں؟ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خدا کی توحید کا اعلان فرمایا اس وقت لوگ خدا کی مختلف شکلیں اور وجود مانتے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ کیسی Jumbling ہے۔ اس نے تمام خداؤں کو ملا جلا کر ایک بنا دیا ہے۔ اس طرح کے پراگندہ خیالات اس زمانہ کے لوگوں کے تھے اور ویسے ہی خیالات آج کے لوگوں کے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اس مرزا غلام احمد نے مختلف مذاہب کے وجودوں کو یکجا کر کے اور ان کو توڑ موڑ کر اکٹھا کر کے ایک وجود مرزا غلام احمد کا بنا لیا ہے۔ اس لئے ہم اس کے نظریات ودعاوی کا سرے سے رد کرتے اور ان کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے دعویٰ یہ فرمایا تھا کہ تمام وہ پیشگوئیاں جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے موعود کے بارہ میں ہیں خواہ وہ کسی بھی مذہب کی طرف سے ہیں ان سب پیشگوئیوں کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک حقیر غلام میں پورا ہونا لازم تھا۔ اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ آنحضرتؐ کا مقام اور آپؐ کی شان تمام انبیاء سے جو ماضی میں ظاہر ہوئے بڑی اعلیٰ اور ارفع تھی اور آپؐ نے آخری زمانہ کے ایک خاص وقت میں ظاہر ہونے والے موعود کی پیشگوئی فرمائی تھی اور یہی تو وہ آخری زمانہ ہے۔ اور وہ موعود میں ہوں۔ لیکن آپ کو اکیلا اور تنہا چھوڑ دیا گیا۔ کہاں تھی فوج جو آپ کی مدد اور حفاظت کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اے مخالفو! جو تمہارے بس میں ہے کر دیکھو۔ جتنا زور لگا سکتے ہو لگاؤ۔ تم میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ خدا میرے ساتھ ہے۔ اور جب آپ نے یہ دعویٰ فرمایا اس وقت آپ نے یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ ایسا واقع ہوا یا نہیں۔ آپ کا یہ دعویٰ ایک ایسی حقیقت ہے کہ شدید ترین دشمنوں نے بھی اقرار کیا کہ باوجود شدید دشمنوں اور مخالفتوں کے آپ کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچا۔ دشمنوں کو اس حقیقت اور سچائی کے قبول کئے بنا چارہ نہ تھا۔ لیکن جانتے ہو کہ پھر ان مخالفوں نے کہاں پناہ ڈھونڈی؟ بڑی دلچسپ بات ہے۔ اس حقیقت کو مانتے ہوئے وہ کہنے لگے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جھوٹا ہے اور خدا اس شخص کو مارنا چاہتا تھا لیکن یہ برٹش حکومت تھی جو خدا اور مرزا غلام احمد کے درمیان دیوار بن کر کھڑی ہو گئی۔

یہ میں خصوصاً عربوں کو سمجھانے کے لئے بیان کر رہا ہوں کہ وہ جو احمدیوں پر اس الزام کی رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ احمدی برٹش ایجنٹ ہیں۔ بدقسمتی سے اس جھوٹ کی سزا میں اس وقت سارا عرب برٹش اور امریکہ کا ایجنٹ بنا ہوا ہے۔ احمدیوں پر اس جھوٹے الزام کی سزا تو ان کو ضرور مل کر رہے گی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان **کا یہ دعویٰ درست ہے کہ مرزا غلام احمد**

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والے براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

ذکرِ حبیبؑ

حضرت ڈپٹی میاں محمد شریف صاحبؓ ۱۵ برس کی عمر میں مارچ ۱۸۹۷ء میں اپنے چچا حضرت معراج الدین صاحب عمرؓ (جو ۳۱۳/اصحاب میں شامل تھے) کے ہمراہ قادیان گئے اور ۵/مارچ کو بیعت کی سعادت حاصل کی- آپؓ نے اپنی بعض خوبصورت یادیں جلسہ سالانہ ۱۹۶۳ء کے موقعہ پر بیان کیں جو روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶/نومبر ۹۸ء میں ایک پرانی اشاعت سے منقول ہیں-

حضرت مسیح موعودؑ گرمیوں میں نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک کی چھت پر رونق افروز ہوتے تھے اور کھانا بھی اپنے مہمانوں کے ساتھ ہی تناول فرمایا کرتے تھے، کھانا تھوڑا ہی کھاتے تھے، روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے شوربے کے ساتھ لگا لگا کر کھاتے تھے- اگر کسی کے پاس سالن کم ہو جاتا تھا تو حضورؑ اپنے سامنے سے سالن کا زائد پیالہ اُس کے سامنے بڑھا دیتے تھے- مسجد کی چھت پر جانے کے لئے لکڑیوں کی ایک سیڑھی تھی، حضورؑ پیرانہ سالی کے باوجود اُس کے بازوؤں کا سہارا لئے بغیر ایک پہلوان کی طرح سیدھے اوپر چڑھتے تھے- حضورؑ کے پاس بیٹھنے والوں کو حضورؑ کی طرف سے ایک اعلیٰ قسم کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی جو عام خوشبوؤں سے نرالی اور عجیب ہوتی تھی- غالباً ۱۹۰۱ء میں میرے ایک واقفِ کار خان شجاع الدین خان (سپرنٹنڈنٹ ڈاک خانہ جات) جو اپنے سرکاری کام سے قادیان آئے ہوئے تھے، مسجد مبارک میں آئے- وہ مجھے جانتے تھے اس لئے جاتے ہوئے مجھے اپنے ساتھ ڈاک خانہ میں لے گئے- وہاں ایک ہندو پوسٹ ماسٹر بیٹھا ہوا تھا- خان صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت مرزا صاحب کے پاس سے جو یہ خوشبو آئی تھی وہ کس چیز کی تھی- پوسٹ ماسٹر کہنے لگا کہ مرزا صاحب کے مرید افریقہ وغیرہ سے جو عنبر اور کستوری بھیجتے رہتے ہیں یہ انہی چیزوں کی خوشبو ہے- اس پر خان صاحب نے قدرے ترش لہجے میں کہا کہ میں کیا اُن چیزوں سے واقف نہیں ہوں، وہ خوشبو تو ان سے الگ تھی- میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو طرح طرح سے نوازتا ہے اور اُس کے بندوں میں روحانیت کے غلبہ کی وجہ سے نور بھرا ہوا ہوتا ہے جس سے ایسی خوشبو آتی ہے جو عام خوشبوؤں سے نرالی اور بالاتر ہوتی ہے- اس پر وہ کہنے لگے ہاں میں یہ بات ماننے کے لئے تیار ہوں-

۱۹۰۲ء میں مشن کالج لاہور میں بی-اے میں زیر تعلیم ایک عیسائی نوجوان عبدالحق نامی قادیان آگئے اور چند روزہ تحقیق کے بعد اسلام قبول کر لیا- پھر وہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ٹیچر مقرر ہوگئے- کچھ عرصہ بعد حضورؑ نے انہیں پچاس روپے عطا کر کے فرمایا کہ لاہور جاکر کتابیں خرید لائیں اور بی-اے کا پرائیویٹ امتحان دے لیں تاکہ پادری یہ نہ کہیں کہ احمدی ہو جانے کی وجہ سے آپ کی ترقی رُک گئی ہے- چنانچہ جب وہ امتحان دے کر واپس قادیان گئے تو حضورؑ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ پرچے تو معمولی ہی ہوئے ہیں- حضورؑ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی کامیابی کے لئے بہت دعا کی ہے- قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی کامیابی کی بشارت بھی مل جائے، مجھے پادریوں کی شماتت کا بڑا خیال ہے- اس کے بعد حضورؑ نے کامیابی کی بشارت بھی اُنہیں دے دی تھی- چنانچہ وہ کامیاب ہوگئے-

حضرت میاں محمد شریف صاحبؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۰۵ء میں میں نے بی-اے پاس کر کے حضرت اقدسؑ سے ولایت جاکر مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت چاہی- آپؑ نے فرمایا کہ اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کرلیں اور استخارہ بھی کرلیں پھر جس طرف طبیعت مائل ہو اسے اختیار کرلیں- اس کے چند منٹ بعد حضورؑ نے مجھے فرمایا کہ میں کسی نوجوان کا وہاں جانا پسند نہیں کرتا کیونکہ وہاں دہریت پھیلی ہوئی ہے اور مذہب کو لوگ ایک سوسائٹی سمجھتے ہیں اور اگر کوئی خدا کا نام لے تو لوگ اس پر ہنسی کرتے ہیں...... آپؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کا یہ مشورہ صرف میرے لئے ہی تھا اور اس وقت سے مخصوص تھا کیونکہ ان ایام میں ہندوستان سے باہر ہماری کوئی مسجد نہیں تھی اور کوئی مرکز یورپ میں موجود نہیں تھا جہاں جاکر نوجوان علمِ دین حاصل کر سکیں اور دہریت کی فضا سے محفوظ رہ سکیں- مجھے حضورؑ کے اس مشورہ سے بہت فائدہ ہوا اور میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی دعا اور ارشاد کے ماتحت EAC کا عہدہ حاصل کر لیا-

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فراست عطا کی ہوئی تھی- ۱۹۰۵ء میں ایک دن مسجد اقصیٰ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے ایک نوجوان کو حضورؑ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ یہ لدھیانہ سے آئے ہیں، پہلے عیسائی تھے اب بیعت کرنا چاہتے ہیں- حضرت اقدسؑ نے ایک نظر اٹھا کر نوجوان کو دیکھا اور فرمایا کہ آپ تین چار دن ٹھہر جائیں پھر دیکھا جائے گا- اس کے بعد مفتی صاحبؓ نے ایک اور نوجوان کو پیش کر کے کہا کہ یہ کراچی سے آئے ہیں، پہلے ہندو تھے اب احمدی ہوگئے ہیں اور بیعت کرنا چاہتے ہیں- حضورؑ نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا اور فرمایا کہ ہاں آپ بیعت کرلیں- ...... پہلا نوجوان دو تین دن کے اندر واپس چلا گیا اور عیسائی ہو گیا-

۱۹۰۶ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے خواجہ کمال الدین صاحب کو تار دے کر بلایا اور فرمایا میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ آپ گندے پانی کی نہر کے کنارے پر کھڑے ہیں- جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے کاموں میں دنیا کی ملونی ہوتی ہے، اس سے آپ کو پرہیز کرنا چاہئے-

رسالہ "الوصیۃ" شائع ہونے کے بعد ۱۹۰۶ء میں حضرت اقدسؑ کی خواہش پر مستری محمد موسیٰ صاحب نے بہشتی مقبرہ کا نقشہ تیار کروایا جس میں قبروں اور راستوں کے نشانات دکھائے گئے تھے- حضورؑ نے نقشہ پسند فرمایا اس پر مستری صاحب نے ایک قبر پر انگلی رکھ کر عرض کیا کہ حضور یہ قبر میرے لئے مخصوص کر دی جائے- حضورؑ نے فرمایا کہ کوئی قبر کسی کے لئے مخصوص نہیں کی جاسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اُس نے کس زمین پر مرنا ہے- مستری صاحب خاموش ہوگئے- اس کے قریباً دو سال بعد جب حضرت مسیح موعودؑ وفات پاگئے تو حضرت مستری صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ وہی قبر جو میں نے اپنے لئے چاہی تھی اب حضورؑ کا جسدِ اطہر اس میں دفن کیا گیا ہے- دراصل یہ وہ قبر تھی جو حضورؑ کو کشف میں چاندی کی طرح چمکتی ہوئی دکھائی گئی تھی-

عام گفتگو میں بھی حضرت اقدسؑ آئندہ کے متعلق جو گفتگو فرماتے تھے وہ اکثر پوری ہو جاتی تھی- ۱۹۰۷ء میں مَیں قادیان میں قانون کے پہلے امتحان FEL کے نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا- ایک روز اطلاع آئی کہ ہندو ممتحن نے امتحان میں شامل تمام مسلمانوں کو فیل کر دیا ہے- جب حضورؑ کو یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں اور آئندہ سال پھر امتحان دے دیں، اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کردے گا- ...... چونکہ حضورؑ نے مجھے آئندہ سال امتحان میں کامیابی کی بشارت دے دی تھی اس لئے میں نے تعلیم الاسلام سکول میں ملازمت کرلی اور امتحان میں تین ماہ پہلے لاہور جاکر تیاری شروع کی مگر میں بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب ہو گیا-

ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں ایک دوست نے عرض کیا کہ آجکل تو اس جگہ بہت گرمی ہے لیکن کشمیر میں بڑا اچھا موسم ہوتا ہے، وہاں جانا چاہئے- اس پر حضورؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسی جگہ کو کشمیر کردے- چنانچہ جب حضورؑ اُٹھ کر مکان میں تشریف لے گئے تو ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور بارش شروع ہو گئی-

حضورؑ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے میں اپنے تایا کے ساتھ لاہور میں خدمت اقدسؑ میں حاضر ہوا- حضورؑ نے کچھ گفتگو کے بعد فرمایا کہ جلدی جلدی آنا چاہئے اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے- چنانچہ اس کے بعد جلد ہی حضورؑ وفات پاگئے-

حضرت مسیح موعودؑ اپنی وفات سے ایک دن پہلے جب نماز عصر کے لئے تشریف لائے تو لاہور کا ایک شخص ڈاکٹر محمد سعید ملاقات کے لئے آیا اور اُس نے سلسلہ کے متعلق سوالات شروع کئے- حضورؑ نے فرمایا کہ میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں اور میں نے سب کچھ اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے- یہ فرما کر حضورؑ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے- مجھے تعجب ہوا تھا کہ حضورؑ نے خلاف عادت سائل کو نہایت مختصر جواب دے کر یہ فرمایا کہ میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں- لیکن دوسرے دن صبح کو آپؑ کا یہ فرمانا پورا ہو گیا اور آپؑ وفات پاگئے-

-......☆......☆......☆......-

"خطبہ الہامیہ" کا زبردست علمی نشان

بیسویں صدی کے آغاز تک حضرت مسیح موعودؑ متعدد عربی کتب تصنیف فرما چکے تھے جن کی فصاحت وبلاغت نے عرب و عجم میں دھوم مچا رکھی تھی لیکن عربی میں تقریر کرنے کی آپؑ کو ابھی تک نوبت نہیں آئی تھی- ۱۱/اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدالاضحیٰ کی تقریب تھی جب صبح آپؑ کو الہاماً تحریک ہوئی "آج تم عربی میں تقریر کرو، تمہیں قوت دی گئی"- نیز الہام ہوا "کلام افصحت من لدن ربّ کریم" یعنی کلام میں ربّ کریم کی طرف سے فصاحت بخشی گئی- یہ بشارت پاتے ہی آپؑ نے بہت سے خدام کو اس کی اطلاع کر دی نیز حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو ہدایت فرمائی کہ قلم، دوات اور کاغذ لے کر آئیں تاکہ خطبہ قلمبند کر سکیں- عید کے لئے تین سو سے زیادہ مہمان قادیان آئے ہوئے تھے اور صبح ۸ بجے تک مسجد اقصیٰ پُر ہو گئی- ساڑھے آٹھ بجے حضرت اقدسؑ تشریف لائے- سوا نو بجے نمازِ عید حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے پڑھائی اور حضورؑ نے ایک لطیف اور پُر معارف خطبہ اردو میں ارشاد فرمایا- پھر "یا عباد اللہ" کے لفظ سے فی البدیہہ عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا- ابھی چند فقرے ہی آپؑ نے کہے تھے کہ حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی- حضورؑ کی شکل وصورت، زبان اور لب ولہجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ آسمانی شخص ایک دوسری دنیا کا انسان ہے- آپؑ کی آنکھیں بند اور چہرہ سرخ اور حد درجہ نورانی تھا- آپؑ کی حالت اور آواز میں ایک تغیر محسوس ہوتا تھا اور ہر فقرہ کے آخر میں آواز بہت دھیمی اور باریک ہو جاتی تھی-

خطبہ کے دوران ہی حضورؑ نے خطبہ لکھنے والوں سے فرمایا کہ اگر کوئی لفظ سمجھ میں نہ آئے تو اِسی وقت پوچھ لیں، ممکن ہے کہ بعد میں خود بھی بتا نہ سکوں- پھر اس قدر تیزی سے آپؑ کلمات بیان فرماتے تھے کہ زبان کے ساتھ قلم کا چلنا مشکل ہو جاتا تھا چنانچہ بعض دفعہ الفاظ پوچھنا پڑتے تھے- بعد ازاں حضورؑ نے بتایا کہ آپؑ یہ امتیاز نہیں کر سکتے تھے کہ میں بول رہا ہوں یا میری زبان سے فرشتہ کلام کر رہا ہے کیونکہ برجستہ فقرے زبان پر جاری ہوتے تھے اور بعض اوقات الفاظ لکھے ہوئے بھی نظر آجاتے تھے اور ہر ایک فقرہ ایک نشان تھا......

بقیہ صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

19/03/99 - 25/03/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 19th March 1999 — 1 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Quran Pronunciation. Lesson No. 11(R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 68
02.15	Q/A Session With Huzoor In Germany Rec: 25.05.95
03.20	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.30	Learning Arabic : Lesson No.32 (R)
04.45	Homeopathy Class: Lesson No.16(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Pronunciation 11 (R)
07.25	Saraiky Prog, Tarjumatul Quran, No.6
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 68 (R)
09.50	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Hour: Seerat Masih Maud (AS)
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon - LIVE
14.05	Rencontre Avec Les Francophones(new): Rec: 14.03.99
15.20	Friday Sermon: Rec, 19.03.99 (R)
16.25	Children's Corner: Lets learn Salat Pt1
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith.
18.30	Urdu Class(New): Rec. 17.03.99
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 69 Rec: 09.10.95
20.40	Belgian Program: Children's Class No.24
21.10	Medical Matters:Child's Healthcare & Diet
21.50	Friday Sermon: 19.03.99 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones(N):(R)

Saturday 20th March 1999 — 2nd Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.35	Children's Corner: Let's Learn Salat No. 1 (R)
00.56	Liqa Ma'al Arab: Session No. 69
02.05	Friday Sermon: 19.03.99 (R)
03.10	Urdu Class: Rec: 17.03.99(R)
04.25	Computers for Everyone: Lesson No.102
04.55	Rencontre Avec Les Francophones(N):(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News.
06.45	Children's Corner: Lets Learn salat No.1 (R)
07.10	Maurition Programme: Facts To Fiction
07.55	Medical Matters: Child's Health Care And Diet (R)
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.69 (R)
09.50	Urdu Class(New):Rec:17.03.99 (R)
10.50	Indonesian Hour: Tilawat, More....
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Danish: Lesson No. 15
13.00	Interview: with Saqib Zervi Sb
14.00	Bengali Service: Mahdi In Praise Of His master, More
15.00	Children's Class(New): with Huzoor Rec: 20.03.99
16.15	Children's Corner: Quran Quiz No.42
16.55	German Service: Schule und dann, more
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.25	Urdu Class(New): Rec, 19.03.99
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.70, Rec:10.08.95
20.30	Symposium About Life Of Promised Mesiah (AS)
21.10	Q/A Session: With Hazoor from London Rec: 28.02.98
22.30	Children's Class(New): with Huzoor (R) Rec: 20.03.99
23.40	Learning Danish: Lesson No. 15 (R)

Sunday 21st March 1999 — 3rd Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55	Children's Corner: Quran Quiz, No.42 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.70
02.15	Interviews: With Saqib Zervi Sahib Pt1 (R)
03.15	Urdu Class(New):Rec: 19.03.99 (R)
04.35	Learning Danish: Lesson No. 15 (R)
04.50	Children's Class(New): Rec:20.03.99 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.55	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 42 (R)
07.15	Majlis-e-Irfan: From London Rec 28.02.98(R)
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 70 (R)
09.50	Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 19.03.99
10.55	Indonesian Hour: Tilawat, Dars Hadith,.....
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No. 118
13.10	Friday Sermon: Rec 19.03.99
14.15	Bengali Service: Islam And Women's Rights, More.....
15.15	English Mulaqat: Rec, 27.08.95
16.20	Children's Corner: Programme from Rawalpindi
17.00	German Service: Buch Gottes, Nazm, more
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.10	Urdu Class(New): Rec: 20.03.99
19.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.71 Rec: 15.08.95
20.30	Albanian Programme: Introduction of Islam, Programme-6
21.00	Dars ul Quran: Lesson No. 1 Rec: 21.12.98
22.20	English Mulaqat: Rec:27.08.95 (R)
23.25	Learning Chinese: Lesson No.118 (R)

Monday 22nd March 1999 — 4th Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.35	Children's Corner: Programme from Rawalpindi(R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 71 (R) Rec:15.08.95
02.20	MTA USA: Proceedings of Jalsa Salana USA, 1998
03.20	Urdu Class(New): Rec: 20.03.99 (R)
04.25	Learning Chinese: Lesson No.118 (R)
04.55	English Mulaqat (R): Rec: 27.08.95
06.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
06.50	Children's Corner: Programme from Rawalpindi - No. 5 (R)
07.30	Dars ul Quran: Lesson No. 1 (R) Rec: 21.12.98
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 71 (R) Rec: 15.08.95
10.00	Urdu Class: (New): (R)
11.05	Indonesian Hour: Tilawat, Hadith, More....
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.8
13.10	MTA Sports: Football Final, Pakistan.
13.40	Speech: by Hafiz Muzaffar Sb Topic: Dawat Illillah
14.10	Bengali Service: Lajna speeches, Tabligh talk, Introduction to Ahmadiyyat.
15.10	Homeopathy Class: Lesson No. 17 Rec: 23.05.94
16.20	Children's Corner: Workshop Part 14
17.00	German Service
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.35	Urdu Class:
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.72 Rec: 16.08.95
20.45	Turkish Prog: 'The Imam Mahdi' - Part 9
21.20	Quiz: Rohani Khazaine Programme No. 19
22.10	Homoeopathy Class: Lesson No. 17 (R)
23.20	Learning Norwegian: Lesson No.8 (R)

Tuesday 25th March 1999 — 5 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Workshop No.14 (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 72 (R)
02.40	MTA Sports: Football Final, Pakistan (R)
03.05	Urdu Class: (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No. 8 (R)
04.50	Homoeopathy Class: Lesson No. 17 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Workshop No.14 (R)
07.30	Pushto Programme: Speech Seminar about Hadhrat Masih Maud (AS)
07.55	Quiz: Rohani Khazaine, Part 18
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 72 (R)
09.45	Urdu Class: (R)
10.50	Indonesian Hour
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning French: Lesson No. 27
13.10	Friday Sermon by Huzoor
14.15	Bengali Service: Death of Hadhrat Isa (AS), 10 conditions of Bai'at - Part 1.
14.50	Mulaqat with Huzoor.
16.00	Children's Corner: Quranic Pronunciation.
16.15	Children's Corner: Various Waqfeen e Nau
16.45	German Service
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 73 Rec: 17.08.95
20.40	Norwegian Item:Contemporary Issues Pt15
21.10	Hamari Kaenat: No. 163
21.40	Speech: The occasion of Masih Maud Day
22.15	Mulaqat with Huzoor (R)
23.25	Learning French: Lesson No. 27 (R)

Wednesday 24th March 1999 — 6 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran, Lesson 12 (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 73
02.10	Children's Corner: Waqfeen e Nau (R) Various Programmes
02.40	Urdu Class: (R)
03.45	Learning French: Lesson No.27 (R)
04.20	Speech: To mark Masih Maud Day
04.55	Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran, Lesson No. 12 (R)
07.05	Swahili Muzakra: Seerat un Nabi (SAW)
07.55	Dars ul Hadith: with Swahili Translation
08.15	Hamari Kaenat: No. 163 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 73 (R)
09.50	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Hour: Tilawat, Mimbar Islam...
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German: Lesson No. 13
13.10	Tabarykaat: Address by Mawab Mubaraka Begum Sahiba, Lajna Ijtema, 1961
13.25	Interview: of Dervesh e Qadian - Part 5
13.55	Bengali Service: Mulaqat No.8 Rec: 22.03.94
14.45	Bengali Service: Special Nasirat Prog
14.55	Mulaqat with Huzoor
16.00	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.20	Children's Corner:
17.00	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 74 Rec: 22.08.95
20.45	French Programme: Revue de Presse Pt 5
21.20	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.40	MTA Lifestyle: Shumarah No. 14
22.10	Mulaqat with Huzoor
23.15	Learning German: Lesson No.13 (R)

Thursday 25th March 1999 — 7 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
01.00	Children's Corner: Muaqabla Hifze Ishaar
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 74
02.30	Tabarukaat: Lajna Ijtema 1961 (R)
02.45	Interview of Dervesh e Qadian - Part 5 (R)
03.15	Urdu Class (R)
04.20	Learning German: Lesson No.13 (R)
04.50	Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Muaqabla Hifze Ishaar
07.05	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 03.03.97
08.10	MTA Lifestyle: Shumarah No.14 (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 74 (R)
10.00	Urdu Class (R)
10.50	Indonesian Hour: Tilawat, Learning salat
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.33
12.55	From the Archives: Q/A with Huzoor
14.05	Bengali Service: Friday Sermon Rec: 03.04.98
15.05	Homoeopathy Class: Lesson No.18.
16.15	Children's Corner: Quranic Pronunciation Lesson No. 13
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.35	Urdu Class
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 75 Rec: 23.08.95
20.40	Swedish Prog.: Q/A with Urdu speakers Rec: 29.09.89, from Malmo
21.20	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 85
22.00	Homoeopathy Class: Lesson No.18 (R)
23.10	Learning Arabic: Lesson No. 33 (R)
23.25	Shajray Phull: Seerat Hadhrat Mirza Sharif Ahmad Sb (RA) - Part 2

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 — Friday, March 19, 1999 — Issue No.12

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ ۱۲

کو بچانے کے لئے برٹش گورنمنٹ آڑے آ گئی تھی تو پھر وہ خدا کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں تو برٹش گورنمنٹ کی عبادت کرنی چاہئے اور یہی کچھ تو وہ کررہے ہیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے "فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ"۔(الحآقة : ۴۸) اگر میں اسے مارنا چاہوں تو تم میں سے کس کی مجال ہے کہ وہ میرے اور اس کے بیچ کھڑا ہو سکے۔ لیکن ملاّں کہتے ہیں، نہیں نہیں۔ یہ برٹش گورنمنٹ بڑی طاقتور ہے۔ اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ مرزا غلام احمد اور خدا کے درمیان کھڑی ہے۔ خدا کی اس برٹش گورنمنٹ کے آگے کچھ بھی نہ چل سکی۔ اور اب جبکہ انگریز آخر کار یہ ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ اب ہم تم پر ثابت کردیں گے اور اس شخص کو تباہ و برباد کر کے دکھادیں گے کیونکہ پہلے اگر خدا اس شخص کو مارنے میں ناکام رہا ہے تو ہم بھی ناکام رہے ہیں کیونکہ برٹش گورنمنٹ خدا کی نسبت بہت طاقتور تھی۔ لیکن اب ہم اور خدا اکٹھے ہیں اور اب اگر خدا کو اس شخص کے مارنے میں دلچسپی نہ بھی ہو تب بھی ہم ضرور اسے مار دکھائیں گے۔ اور نتیجہ کیا ہوا؟ جس وقت بھی انہوں نے احمدیت کے خلاف کوئی قدم اٹھایا احمدیت نے دن دُگنی رات چوگنی ترقی کی اور ملکوں ملکوں میں پھیلتی چلی گئی اور تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اب ہر سال ہماری تعداد دُگنی ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور غیر معمولی اور حیرت انگیز امور کا ظہور ہورہا ہے اور خصوصاً عربوں کی ایک بڑی تعداد حلقہ بگوش احمدیت ہو رہی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اسے برباد کردیں گے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے، لگالو زور جتنا لگا سکتے ہو۔ اسی لئے ایک عجیب قسم کا ہیجان ان کے دلوں میں برپا ہے۔ عبداللہ نصیف کو دیکھیں کیسی پریشانی لگی ہے۔ کہتا ہے کہ یہ کمتر اور بے حیثیت سے لوگ، ان کی یہ جرأت اور مجال کہ ان کا اپنا مسلم ٹیلی ویژن ہو اور ہم جو طاقتوں کے مالک ہیں اور دولت کے پہاڑوں پر براجمان ہیں، ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک بڑا مسلم ٹیلیویژن قائم کریں گے جو حقیقی اسلامی ٹیلیویژن ہوگا۔ پھر دیکھیں گے کہ یہ احمدی کہاں ٹھہرتے ہیں اور ان کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے۔

میں بھی ایک پیش خبری کرتے ہوئے متنبہ کرتا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ یہ مجھے براہ راست خدا سے ملی ہے بلکہ اس لئے کہ میں قرآن کریم کے پیغام کو جانتا ہوں۔ قرآن کریم شیطان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اس وقت جبکہ اس نے فرمانبرداری سے انکار کردیا تھا اور کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کے راستہ میں مچان لگاؤں گا اور انہیں بہکاؤں گا کہ، اے شیطان جو کچھ تیرے بس میں ہے اور جس قسم کی بھی طاقت تجھے میسر ہے استعمال کر کے دیکھ، جس قسم کی بھی فوجی طاقت تیری قدرت میں ہے میدان میں اتارلے اور اپنی انفنٹریز (Infantries) اور Mountain Divisions اور شاہی دستے جو کچھ تیری قدرت میں ہے آزما کے دیکھ لے۔ "اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ"۔ (الحجر: ۴۳) میرے بندے، میرے بندے ہی رہیں گے اور تُو کبھی بھی ان پر غلبہ یا دسترس حاصل نہ کر سکے گا۔ یہی میرا جواب ہے کہ اے مخالفو! تم جب بھی اسے مٹانے کی کوشش کروگے تم دیکھو گے کہ ہر مرتبہ پہلے کی نسبت تمہیں زیادہ ہزیمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سادہ، غریب عرب لوگ نہیں جانتے کہ ہماری اصل حقیقت کیا ہے۔ جب وہ ان کے اس مسلم ٹیلی ویژن کو سنیں اور دیکھیں گے اور پھر جب اُس ٹیلی ویژن کا ہمارے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے موازنہ کریں گے تو ان کی اکثریت جو سادہ اور سچے لوگوں پر مشتمل ہے برملا اس امر کا اظہار کرے گی کہ اُن کا مسلم ٹیلی ویژن تو سراسر جھوٹ اور غلط پراپیگنڈہ ہے۔ اور یہ اطلاعیں اور خبریں مجھے روزانہ بہت سے دوسرے ملکوں سے مل رہی ہیں۔

آج صبح ہی مجھے ایک شیعہ کا خط ملا ہے جو ایک بہت بڑا شیعہ عالم ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں ساری زندگی جھوٹے علم پر بنا کرتا رہا جو کہ ملاّں نے احمدیت کے خلاف اختراع کر رکھا تھا۔ اور اس بنا پر مجھے احمدیت سے شدید نفرت تھی۔ یہاں تک کہ ایک دن مجھے قرآن کریم کی وہ آیت پڑھنے اور اس پر غور کرنے کی توفیق ملی جس کا منطوق یہ ہے کہ "جب کبھی بھی خدا تعالیٰ کا کوئی پیغمبر آیا تو لوگوں نے یہ کہہ کر اس کا انکار کردیا کہ ہم تو اپنے آباء واجداد کے راستوں کو ہی اپنائیں گے"۔ میں نے سوچا کہ کیا ہم بھی بالکل اسی طرز عمل پر نہیں ہیں؟ یہ تھا سوال جو میرے ذہن میں ابھرا اور اس سوال نے مجھے اس حد تک پریشان کیا کہ پھر مجھے سکون کی نیند نصیب نہ ہو سکی۔ پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں اس معاملہ کی خود تحقیق کروں اور سب سے پہلے میں نے اس بات کو ترجیح دی کہ شیعوں کے ہی دوسرے فرقوں کو پرکھنا شروع کیا۔ اور میں اُن میں سچائی ڈھونڈنے میں ناکام رہا۔ پھر میں سنی فرقوں کی طرف متوجہ ہوا اور میری تسلّی نہ ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہر طرف سے ناامید ہو کر میں نے احمدیت کی طرف رخ کیا کہ دیکھوں تو سہی یہ احمدی کس قسم کے لوگ ہیں۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں اس کے باوجود یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ ان کے شہر جاکر خود تحقیق کروں گا۔

اس خیال سے جب میں ربوہ پہنچا تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے مسلمانوں کی حالت کا جو تصور میرے ذہن میں تھا میں نے اس کی عکسی تصویر اس شہر میں دیکھی۔ میں حیران ہو رہا تھا کہ خواب میں ہوں یا حقیقت میں۔ بہت سچے، انتہائی عاجز، پاکیزہ اور ملنسار اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے والے اور خُلق و خلوص کے نمونے اِدھر اُدھر پھرتے نظر آئے۔ پانچوں وقت ان کی مسجدیں نمازیوں سے بھری نظر آئیں۔ وہ لکھتا ہے کہ میں بغیر کوئی سوال کئے خاموشی سے وہاں رہا۔ لیکن اس نظارے نے مکمل طور پر میرے دل ودماغ کا رخ موڑ کے رکھ دیا تھا۔ میں ابھی بھی بہت ڈرا ہوا تھا کیونکہ میں نے احمدیوں کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا کہ وہ فلاں فلاں باتوں کو نہیں مانتے، یہ نہیں کرتے اور وہ نہیں کرتے۔ میں نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا لیکن کسی غیبی قوت نے میرے قدم روک لئے اور میرے اندر سے آواز اٹھی کہ تم نے کافی کچھ دیکھ لیا ہے اب اگر تم نے آگے بڑھ کر اپنے دل کی مزید تسلّی کے لئے تلاش حق نہ کیا تو تم خدا کے حضور جوابدہ ہوگے۔ نمونہ اور عمل تو تم نے دیکھ لیا ہے اور اب تمہاری تحقیق کا صرف دوسرا حصہ گفت وشنید اور سوال وجواب کا باقی رہ گیا ہے اسے بھی پورا کرلو۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں نے ایک جگہ کلمہ طیبہ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا دیکھا۔ میں نے سوچا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ ان کا اس کلمہ پر ایمان نہیں ہے۔ پھر میں نے ایک جگہ لکھا دیکھا "احمدیت کی سوسالہ خدمات اور ترقیات۔ آؤ اور دیکھو"۔ میں وہاں داخل ہوا اور سارے عالم میں احمدیت کی خدمات دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ خوش قسمتی سے وہاں چند احمدی علماء بھی تشریف رکھتے تھے۔ میں ڈرتا ڈرتا، گھبرایا ہوا آہستگی سے ان کی طرف بڑھا کہ کہیں مجھے دیکھ کر وہ مجھ سے لڑنا جھگڑنا اور مارپیٹ نہ شروع کردیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بہت چھوٹے چھوٹے نرم سوالات سے آغاز کیا۔ اور جو جواب مجھے ملے وہ حیران کن سچائی پر مبنی تھے۔ وہ علماء بجائے اس کے کہ ایسا طرز عمل اختیار کرتے جو مجھے ڈرانے والا اور خوفزدہ کرنے والا ہوتا، ان کا لہجہ ہمیشہ ہی بڑا عاجزانہ تھا جو میرے اندر حوصلہ اور جرأت پیدا کرنے والا تھا کہ آگے بڑھو اور جس قسم کا بھی سوال کرنا چاہتے ہو کرو۔ وہ لکھتا ہے کہ پھر میں نے سخت اور شدید قسم کے مخالفانہ اعتراضات جو ملاّں لوگوں کی کتابوں میں پڑھے ہوئے تھے کرنے شروع کئے۔ لیکن وہاں تو ہر بات ہی غلط ثابت ہوئی۔

آگے چل کر وہ تحریر کرتے ہیں کہ میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے اس طرح مخالفانہ اور معترضانہ رویہ اختیار کیا۔ میں نے اُن علماء کے جوابات سے تسلّی پاکر وہیں ارادہ کرلیا کہ میں احمدیت قبول کئے بنا گھر نہیں لوٹوں گا۔

اس شیعہ دوست کا کسی عرب ملک میں روزگار ہے۔ پاکستان میں ان کا یہ بہت مختصر قیام تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں واپس اس عرب ملک میں آگیا ہوں۔ اور اب جتنا زیادہ احمدیت کے متعلق میرا علم بڑھتا جارہا ہے اتنا ہی میرے دل کو سکون اور اطمینان نصیب ہو رہا ہے اور اب میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ اپنی باقی ساری زندگی احمدیت کی خدمت اور اشاعت کی خاطر وقف کردوں گا۔

اس دنیا میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے احمدیت کا صرف نام سنا ہوا ہے، اس کا حقیقی چہرہ نہیں دیکھا۔ یہی میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ **احمدیت ہی اصل اور حقیقی اسلام ہے**۔ اور جب یہ ملاّں جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ احمدی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں یا اسرائیل کے ایجنٹ ہیں تو عام لوگوں کو تو سچائی تک پہنچنے اور جانچنے کی طاقت ہی نہیں، وہ تو قرآنی علوم سے بے بہرہ اور نابلد ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے MTA بہت ہی اچھا حربہ اور ذریعہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے میں عبداللہ نصیف صاحب سے کہتا ہوں کہ تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو کرو، اپنی دولت، اپنی طاقت جس حد تک تمہارے قبضہ میں ہے استعمال کر دیکھو۔ ناکامی تمہارا مقدر ہے کیونکہ تم خدا کی مخالفت کررہے ہو۔ **اور ماضی کی سوسالہ مخالفت یہ ثابت کر چکی ہے کہ تم ہمیں ناکام و برباد نہیں کر سکے۔ ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں نصیف بھی جمع ہو جائیں، وہ کبھی بھی احمدیت کو مٹا نہیں سکتے کیونکہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔**

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (مینجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔